نظم جماعت

اسلام نے مسلمانوں کے تمام اعمالِ حیات کے لئے بنیادی حقیقت یہ قرار دی ہے کہ کسی حال میں بھی فرادیٰ، متفرق، الگ الگ اور متشتت نہ ہوں، ہمیشہ مجتمع، موتلف، متحد اور نفس واحد ہو کر رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں جابجا اجتماع ووحدت پر زور دیا گیا اور کفر وشرک کے بعد کسی بدعملی سے بھی اس قدر اصرار وتاکید کے ساتھ نہیں روکا جیسا کہ تفرقہ وتشتت سے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے تمام احکام واعمال میں یہ حقیقت اجتماعیہ بمنزلۂ محور ومرکز کے قرار پائی۔ اور تمام دائرۂ عمل اسی کے گرد قائم کیا گیا۔ عقیدۂ توحید سے لے کر تمام عبادات واعمال تک یہی حقیقت مرکزیہ جلوہ طرازی کر رہی ہے، اور اسی بنا پر بار بار نظمِ جماعت پر زور دیا گیا۔ علیکم بالجماعة والسمع والطاعة۔

(مولانا ابوالکلام آزادؒ)

ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ / مارچ ۲۰۱۲ء

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا
انتخاب جدید

یکم جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر کرلا میں حسب اعلان صوبائی جمعیت کے عہدیداران کا انتخاب جدید برائے (۲۰۱۲-۲۰۱۶ء) مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے معزز مشاہدین مولانا عبدالستار صاحب سلفی، مولانا نواب احمد خان سلفی کی موجودگی میں بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور حسب ذیل عہدیداران منتخب کئے گئے۔

اس اجلاس کی صدارت دستور کے مطابق مولانا عبدالسلام صاحب سلفی حفظہ اللہ نے فرمائی۔

۱-مولانا عبدالسلام سلفی	امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09820722231
۲-مولانا سعید احمد بستوی	نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09869986606
۳-الطاف حسین فیضی	نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09820098827
۴-جناب عبدالحمید خان	نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09326338332
۵-مولانا حمید اللہ سلفی	ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09870246775
۶-مولانا جمیل احمد سلفی	نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09869708444
۷-مولانا عبدالجلیل انصاری	نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09869197475
۸-مولانا محمد مقیم فیضی	نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	08879214923
۹-جناب محمد عثمان لکڑاوالا	خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی	09323442644

يــدالله عــلى الجمــاعــة

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

ماہنامہ

الجماعة

خصوصی شمارہ

ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ / مارچ ۲۰۱۲ء

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپے • سالانہ: 150 روپے • کمپوزنگ: رضی الرحمن

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

Office Subai Jamiat Ahlehadees Mumbai
14-15,Chunawala Compound, Opp.BEST Bus Depot,L.B.S. Marg,Kurla(w)

فون:022-26520077 فیکس: 022-26520066 email:ahlehadeesmumbai@hotmail.com

Afreen Arts : 9819189965

نگارشات

حلقۂ قرآن

افواہیں اور ان کے مضر اثرات

مولانا سعید احمد بستوی

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ (التوبہ:۴۷)

اگر یہ تم میں مل کر نکلتے بھی تو تمہارے لئے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑا دیتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے ان کے ماننے والے خود تم میں موجود ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ فرمایا کہ یہ منافقین اگر اسلامی لشکر کے ساتھ شریک ہوتے تو یہ غلط رائے اور مشورے دے کر مسلمانوں میں انتشار ہی کا باعث بنتے اور چغل خوری وغیرہ کے ذریعے سے تمہارے اندر فتنہ برپا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کی جاسوسی کرنے والے کچھ لوگ مومنین کے ساتھ بھی لشکر میں موجود تھے جو منافقین کو مسلمانوں کی خبریں پہنچایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی خوبی بیان کی کہ وہ صرف صحیح معلومات پر ہی اعتماد کرتے ہیں واقعۂ افک میں جن مسلمانوں نے جھوٹی افواہ کی تصدیق کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں قصوروار قرار دیا، فرمایا: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (النور:۱۲) اسے سنتے ہی مومن مرد اور عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔

یہاں سے تربیت کے ان پہلوؤں کو نمایاں کیا جا رہا ہے جو اس واقعے میں مضمر ہیں ان میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اہل ایمان ایک جان کی طرح ہیں جب حضرت عائشہؓ پر اتہام طرازی کی گئی تو تم نے اپنے پر قیاس کرتے ہوئے فوراً اس کی تردید کیوں نہ کی اور اسے بہتان صریح کیوں قرار نہیں دیا؟

وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (النور:۱۶) تم نے ایسی بات کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں یا اللہ تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے اور تہمت ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بات بتلائی کہ اس بہتان پر انہوں نے ایک گواہ بھی پیش نہیں کیا جب کہ اس کے لئے چار گواہ ضروری تھے اس کے باوجود تم نے ان بہتان تراشوں کو جھوٹا نہیں کہا یہی وجہ ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد حضرت حسانؓ، مسطح اور حمنہ بنت جحشؓ کو حد قذف لگائی گئی۔ (تفسیر احسن البیان ۹۴۸، مسند احمد: ۳۰/۶، ترمذی نمبر ۳۱۸۱، ابوداؤد ۴۴۷۴، ابن ماجہ ۲۵۶۷)

بیہودہ اور لایعنی باتوں کے سننے سے اجتناب اختیار کرنے پر اسلامی شریعت نے ترغیب دلائی ہے۔ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ: وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ (القصص: ۵۵) اور جب بیہودہ بات کان میں پڑتی تو اس سے کنارہ کر لیتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے تم پر سلام ہو ہم جاہلوں سے (الجھنا) نہیں چاہتے اس میں کوئی شک نہیں کہ اشتعال انگیز افواہیں اور گمراہ کن معلومات لغو ولایعنی کلام کی قبیل سے ہیں جس سے اہل ایمان دور رہتے ہیں یہاں پر لغو سے مراد وہ سب وشتم اور دین کے ساتھ استہزاء ہے جو مشرکین کرتے ہیں یہاں پر سلام سے مراد سلام تحیہ نہیں بلکہ سلام متارکہ ہے یعنی ہم تم جیسے جاہلوں سے بحث اور گفتگو کے روادار ہی نہیں جیسے اردو میں بھی کہتے ہیں جاہلوں کو دور ہی سے سلام۔ ظاہر ہے سلام سے مراد ترک مخاطبت ہی ہے۔

آج کے اس پُرفتن دور میں اکثریت ان لوگوں کی پائی جارہی ہے جو افواہ پھیلانے میں طاق ہیں شرفاء کی پگڑیاں اچھالنے اور سر بازار رسوا کرنے میں کوئی عار وشرم محسوس نہیں کرتے لایعنی اور بیہودہ باتوں پر ساری توانائی صرف کرتے نظر آتے ہیں وہ انسانی سماج ومعاشرے میں افواہوں کا بازار گرم رکھنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اس وباء عام میں مبتلا کر کے ان کے ثواب کو ضائع وبرباد کر دیتے ہیں اور خود احتسابی کا جذبہ اپنے دلوں میں نہ پیدا کر کے انارکی وخوش فہمی میں مبتلا ہیں۔

اسلامی شریعت نے معاندانہ افواہوں اور پروپیگنڈوں کے رد وابطال کی ترغیب دی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: من رد عن عرض اخيه رد الله عن وجهه النار يوم القيامة (سنن الترمذی: ۱۹۳۱) صحیح) جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

خود مسلمان غلط افواہوں کو اپنی ذات سے دور کرنے کا حریص اور متمنی ہوتا ہے اور شکوک وشبہات سے اپنے کو بچائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه (صحیح البخاری ومسلم)

پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا۔ اللہ تعالیٰ نے افواہوں سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی ہے، فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرات: ۶)

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔

مافوق المذکور آیت کریمہ میں ایک نہایت ہی اہم اصول بیان فرمایا گیا ہے جس کی انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر نہایت اہمیت ہے ہر فرد اور ہر حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے پاس جو بھی خبر یا اطلاع آئے بالخصوص بدکردار نامعقول فاسق اور مفسد قسم کے لوگوں کی طرف سے تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے تاکہ غلط فہمی میں کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو۔ شریعت نے شبہات پر کارروائی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حلقۂ حدیث

اسلامی طرز معاشرت

ابوزہیر سلفی

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لتتبعن سنن من كان قبلكم حذوا القذة بالقذة حتى لو دخلوا جحر ضب لد خلتموه قالوا يا رسول الله اليهود والنصارىٰ، قال فمن؟ (اخرجہ البخاری ومسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پہلی امتوں کی پیروی کرتے ہوئے اس طرح ان کے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر تیر کے برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ ضب (سانڈے) کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی جا گھسو گے، صحابہ کرامؓ نے کہا کہ آپ ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون؟ یعنی یہی مراد ہیں۔

اس حدیث مبارک میں نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئی ذکر ہوئی ہے، یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے جو کہ آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے مستقبل کی ایک خبر دی جو کہ بالکل صحیح اور صادق ہے، اسی طرح آپ کی تمام باتیں روز روشن سے زیادہ واضح اور صادق ہیں۔

آج ہم اس حدیث کا مصداق مسلمانوں کو دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی چیزیں مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کی اپنالی ہیں۔ ان کا کلچر، ثقافت، سیاست اور اقتصاد وغیرہ، اگر عیسائی میلاد النبی مناتے ہیں تو ہمارے مسلمان بھی ان سے کم نہیں بلکہ انداز اور طریقہ بھی زیادہ مختلف نہیں ہے، اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں اور صحابہ کرام جو اپنے نبی ﷺ سے بے انتہاء محبت کرتے تھے ان کی زندگیوں کو دیکھیں تو یقیناً ان کی زندگیاں ان خرافات اور بدعات سے بالکل خالی ہیں جب کہ ایک مسلمان کو نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کو اپنانے کا حکم تھا۔ ہم نے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی رسومات کو دین بنا کر اپنالیا، جب کہ صراط مستقیم جو ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، وہ نبی ﷺ اور سلف صالحین کا راستہ اور طریقہ ہے اور یہود و نصاریٰ کے طریقے اور راستے کو قرآن مجید نے ناپسندیدہ ترین اور گمراہ ترین قرار دیا ہے، اگر چہ وہ دیکھنے میں کسی کو اچھا ہی کیوں نہ لگتا ہو، اس لئے مسلم امہ کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات کو اپنے سینے سے لگائے اور اسی کو مشعل راہ سمجھتے ہوئے اس پر آراستہ و پیراستہ ہو جائے۔

☆☆☆

لمحات

کبھی اے نوجوان مسلم......؟

مدیر کے قلم سے

وہ دور گزر گیا جب ملت اسلامیہ کا نوجوان دین سے اور دینی کتب ورسائل سے اور علماء اسلاف کی تحریر وتقریر سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتا تھا، دنیا نے مستانہ کروٹ لی اور پلک جھپکتے کہیں سے کہیں پہنچ گئی، آج اس دور پرفتن میں طرح طرح کی رنگینیاں ودلفریبیاں حسن آرائیاں پردۂ سیمیں پر جھلملاتی ہیں اور مسلم نوجوانوں کے دلوں کو لبھاتی ورجھاتی ہیں، شیطان نے ملمع سازی کے ذریعے ایک خوشنما فریب کا جال بچھایا لاکھوں طائران خوش الحان پھنس گئے، شیطان کے دام تزویر کے شکار ہوگئے وہ مسلم نوجوان جس کے دل میں دینی غیرت وحمیت کا جذبہ موجزن تھا اور اسلام کے نام پر اس کا دل دھڑکتا تھا شیطان نے ایسے نوجوانوں کو بہکا کر سرحد اسلام سے نکال کر عیاشی وآرام طلبی کے چوراہے پر لا کھڑا کیا! اس جہاں رنگ وبو میں گلہائے رنگارنگ دیکھ کر نوجوانوں کے منہ میں پانی بھر آیا، اے کاش! یہ مسلم نوجوان راہ سے نہ بھٹکتا اور فریب ہستی نہ کھاتا۔

مگر افسوس وہ تو یہ سمجھ بیٹھا کہ عیش وعشرت کے گلہائے رنگارنگ اس طرح کھلتے رہیں گے اور کلیاں یونہی چٹکتی رہیں گی۔ بھول گیا کل کا کھلا ہوا گلدستہ آج پژمردہ ہوگیا، خطیبوں کی سحر بیانی، واعظوں کے وعظ، ناصحوں کی نصیحتوں اور صحافیوں ودانشوروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے اسے خواب غفلت سے جگانا چاہا لیکن اس کی دیوانگی اور ناتجربہ کاری نے واعظ، ناصح، صحافی ودانشور کو بھی دیوانہ بنادیا بے ساختہ کہہ بیٹھا ع

مجھ کو قسمت سے نصیحت گر بھی سودائی ملا

نوبت بایں جارسید کہ اب اس نوجوان کی راتیں سینما ہالوں یا نائٹ کلبوں یا بالا خانوں میں تباہ وبرباد ہونے لگیں، اس کا قیمتی وقت ناولوں فحش لٹریچروں کی بھینٹ چڑھ گیا، شیطان نے کس خوبصورتی سے دھوکہ دیا غریب کو خبر تک نہ ہوئی ستم تو یہ ہے کہ فریب کھا کر بھی ٹیڑھی راہ کو سیدھی راہ سمجھا ٹھوکریں کھا کر بھی ہوش نہیں آیا اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی

ومعاشی بدحالی بھی پیچھا نہیں چھوڑتی مگر ہوش اب بھی نہیں اللہ جانے یہ خودفراموشی کیا رنگ لائے اور وقت کے نواب کو کہاں کہاں پھرائے اگر دینی رسائل کتب وجرائد ومجلات کے پڑھنے وسمجھنے کا مذاق ہوتا تو آج مسلم سماج کا ہر فرد علم وہنر میں طاق اور شہرۂ آفاق ہوتا، مذہبی ودینی کتابوں میں جی ہی نہیں لگتا بدمزہ وروکھی سوکھی معلوم ہوتی ہیں ہر فرد بدلا بدلا سا نظر آتا ہے نہ وہ محبت وپیار نہ وہ حسرت وانتظار ومذہبی ودینی دنیا تو ہمیشہ سے پھیکی ہی رہی ہے۔

اس میں مکر وفریب دجل کے مسالے کے چٹخارے کہاں؟ ہمیں معلوم ہے کہ ہماری زبان ان کو نہ بھائے گی مگر اے نوجوانان ملت اسلامیہ، اس میں بھی کلام نہیں کہ دوا کے طور پر کھانے سے رنگ بھی سدا بہار لائے گی آپ اس رسالے کو کڑوا گھونٹ ہی سمجھ کر نوش جان کر لیجئے، یہ ایلوا حلق وزبان کو تلخ تو ضرور کردے گا مگر مادہ کی سمیت نکال کر باہر کردے گا۔ ان شاء اللہ

چمن میں تلخ نوائی میری گوارہ کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

....

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ارکان عاملہ ودیگر احباب جماعت نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا اپنا ایک آرگن ہونا چاہئے اور اللہ کے فضل وکرم سے ''جماعت اہل حدیث اور آزادیٔ وطن'' کے عنوان سے صوبائی جمعیت ممبئی کی ایک عظیم کانفرنس کے موقع پر علماء زعماء، قائدین وذمے داران کی موجودگی میں اس کا پہلا خصوصی شمارہ بدست استاذ الاساتذہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری '' صدر جامعہ سلفیہ بنارس عمل میں آیا۔ فلله الحمد والمنة.

باوجود تہی دستی وبے بضاعتی کے جماعت کے اصرار وفرمائش پر اللہ کی توفیق سے یہ مرحلہ طے ہوگیا اور کوشش ہے کہ ''الجماعۃ'' کا ہر شمارہ اپنے متنوع مضامین کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے۔ جماعت نے مناسب خیال کیا کہ کمزوری کے باوجود اس مرحلے کو سبک خرامی کے ساتھ طے کرتا رہوں، بمقصدمی رسد جو یائے گام آہستہ آہستہ، منزل مقصود کچھ دور نہیں تعمیل ارشاد منظور مگر تعمیل کا ربس سے باہر منزل قریب ہی سہی مگر گوناگوں مسائل کے سبب ایک ایک قدم دوبھر ہے، خبر نہیں کہ منزل مقصود تک پہنچ سکوں گا یا نہیں؟ البتہ اتنی ضرور خبر ہے کہ زندگی کی آخری سانس تک ان شاء اللہ منزل کی اس سیدھی راہ پر چلتا رہوں گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، جماعت کا لگایا یہ باغ ضرور سرسبز ہوگا اور پھلے پھولے گا اس کی تسنیم سے پیاسی روحوں کی تسکین کا سامان ہوگا اور اس میں سیر کرکے جویان حق وصداقت گل مراد سے دامن بھریں گے۔

☆☆☆

توجیہات

علماء کا مقام

عبدالمعید مدنی-علیگڈھ

جب علماء کے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے تو وہ دنیا، متاع دنیا اور لذت دنیا سے بہت اوپر اٹھ جاتے ہیں ۔ یہ چیزیں انہیں داغ دار نہیں بناتی ہیں ۔ نہ ان کے لئے الجھن بنتی ہیں نہ انہیں اپنا دیوانہ بنا کے رکھتی ہیں ۔ ساری دنیا ایسے لوگوں کو جان لیتی ہے ۔ لوگ ان پر اعتبار کرنے لگتے ہیں اور ان کی سچائی کو تسلیم کرتے ہیں ۔ ان کی قیادت کی صلاحیت اور علم کو بھی سمجھ جاتے ہیں ۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ومن له فی الأمة لسان صدق بحیث یثنی علیه و یحمد فی جماهیر أجناس الأمة فهؤلاء أئمة الهدی و مصابیح الدجی.

(الفتاوی ۱۱/۴۳)

امت میں جن کی صدق کلامی عام ہو کہ اس سلسلے میں ان کی تعریف کی جاتی ہو اور امت کے ہر طبقے میں عام لوگ ان کے ثناء خواں ہوں تو یہ ائمہ ہدایت ہیں اور تاریکی کے چراغ ہیں ۔

حقیقی علماء کبھی ہاتھ سے منہج سلف نہیں چھوڑتے ۔ وہ اپنے علم و عمل کی بنیاد پر طائفہ منصورہ اور ''الجماعۃ'' سے ہمیشہ وابستہ رہتے ہیں ۔ یہ طائفہ منصورہ اور منہج والے کون ہیں؟ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

أما هذه الطائفة قال البخاری: هم أهل العلم، و قال أحمد بن حنبل: ان لم یکونوا أهل الحدیث فلا أدری من هم، و قال القاضی عیاض: انما أراد أحمد أهل السنة والجماعة ومن یعتقد مذهب أهل الحدیث قلت. النووی. و یحتمل أن هذه الطائفة مفرقة بین أنواع المؤمنین منهم شجعان مقاتلون، ومنهم محدثون، و منهم زهاد، و آمرون بالمعروف و ناهون عن المنکر ومنهم أهل أنواع أخری من الخیر فلا یلزم أن یکونوا مجتمعین بل قد یکونوا متفرقین فی أقطار الأرض. (کتاب الامارة باب قوله لا تزال طائفة

یہ طائفہ منصورہ کون ہے؟ بخاری نے فرمایا وہ اہل علم ہیں، احمد بن حنبل نے فرمایا اگر وہ اہل حدیث نہیں ہیں تو مجھے نہیں معلوم وہ کون لوگ ہیں ۔ قاضی عیاض نے فرمایا اس سے احمد کی مراد اہل سنت والجماعۃ ہے اور وہ لوگ جو اہل حدیث کے طریقے کو مانتے ہوں ۔ میں کہتا ہوں یعنی نووی احتمال ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کے مختلف قسموں میں بٹا ہو ۔ ان میں بہادر جنگجو بھی ہوں ۔ محدثین بھی ہوں ۔ زہاد بھی ہوں ۔ بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے بھی ہوں اور خیر کے دوسرے أنواع بھی شامل ہوں اس لئے لازم نہیں ہے کہ یہ اکٹھا کسی ایک جگہ ہوں

بلکہ یہ مختلف علاقوں میں متفرق ہوسکتے ہیں۔

امام نووی کی یہ تشریح اور طائفہ منصورہ کی تعیین درست نہیں ہے۔اصل مسئلہ یہاں طائفہ حقہ منصورہ کی تعیین ہے جوصحابہ کے دور سے لیکر قیامت کے قائم ہونے تک یکساں طریقے پر ہو اور اسی منہج حالت میں صرف اہل حدیث ہیں۔اس منہج پر قائم صرف اہل حدیث ہیں۔یہاں مسئلہ صرف حق وخیر کی دعوی داری کا نہیں بلکہ وہ مستند حق اور خیر ہے جو منہج نبوی کے مطابق موجود ہو۔ہاں یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ یہ گروہ مختلف اقطار ارض میں پایا جاسکتا ہے اور دین کے سارے کام کے حوالے سے جانا جاسکتا ہے۔اسی گروہ میں مختلف کارکردگی کے لوگ ہوسکتے ہیں

ایسے علماء جوسلف صالحین کے طریقے پر قائم ہوں وہ گو اس دنیا سے کوچ کرجائیں لیکن ان کے آثار باقی رہتے ہیں۔

علماء کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ''الجماعۃ'' کی سربراہی کرتے ہیں۔اس سے وابستہ رہتے ہیں اور اس سے مفارقت سے دوسروں کو روکتے ہیں۔ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ ﷺ نے فرمایا:

"من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه" جوشخص ''الجماعۃ'' سے بالشت برابر دور ہٹتا ہے اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکتا ہے۔

(ابوداود،۴۷۵۸،ترمذی۲۸۶۳)

حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

"عليكم بالجماعة واياكم والفرقة، فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد ومن اراد بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة، ومن سرته حسنته وساء ته سيئته فذلكم المؤمن" (ترمذی:۳۲۵۴)

اپنے اوپر الجماعۃ کو لازم پکڑو اور فرقت سے بچو اس لئے کہ شیطان اکیلے فرد کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے۔جو جنت کی فراخی چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ الجماعۃ سے جڑا رہے۔جسے اس کی نیکی اچھی لگے اور اس کی بدی خراب لگے وہ مومن ہے۔(ترمذی:۳۲۵۴)

الجماعۃ کیا ہے؟ منہج۔طریقہ، جوشخص رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کے طریقے پر ہو وہی جماعت کے ساتھ ہے۔رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا شرعی سیاسی امام موجود ہو تو اس کے ساتھ وابستگی اختیار کی جائے۔طریقہ رسول کے مطابق وہ گروہ جو اس کے ساتھ ہے منہج کے اعتبار سے اس کا وجود عمل میں آیا ہے اس لئے وہ الجماعۃ ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو عملی زندگی میں جو اس منہج اور طریقہ کے ساتھ وابستگی اختیار کئے رکھے وہی الجماعۃ ہے۔

الجماعۃ اور اجتماعیت کا جو پیکر اور ڈھانچہ ہے اس کے سربراہ رہنما اور اس کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے والے اور اس کی حفاظت کرنے والے اور اس سے ہٹنے پر تنبیہ کرنے والے علماء ہیں۔امام آجری رحمہ اللہ نے الجماعہ سے وابستگی اختیار کرنے کی ضرورت اور وجوب پر آیات واحادیث سے دلائل پیش فرمانے کے بعد کہا:

علامة من اراد الله عزوجل به خيرا سلوک هذا الطريق كتاب الله عزوجل وسنن رسول الله ﷺ

وسنن اصحابه رضی الله عنهم ومن تبعهم باحسان رحمة الله تعالیٰ علیهم وماکان علیه ائمة المسلمین فی کل بلد الی آخر ماکان من العلماء مثل الاوزاعی وسفیان الثوری ومالک بن انس والشافعی واحمد بن حنبل والقاسم بن سلام ومن کان علی مثل طریقهم ومجانبة کل مذهب لا یذهب الیه هولاء العلماء .(الشریعة:۱٦)

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خیر کا ارادہ ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اس راہ پر چلے۔ کتاب اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کی سنتوں اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقوں پر اور بھلی طرح ان کے نقوش پر چلنے والوں میں بعد میں آنے والے کی راہ پر اس پر جس پر ہر شہر میں اوزاعی، سفیان ثوری، مالک بن انس، شافعی، احمد بن حنبل اور قاسم بن سلام جیسے لوگ تھے یا ان کی طرح جو ان کی راہ پر تھے اور ہر اس طریقے سے دور رہے جس کی طرف یہ علماء نہیں گئے ہیں۔

ثقہ علماء کی خوبی یہی ہے کہ وہ منہج اور اصولوں کو نہیں چھوڑتے۔ ان اصولوں پر اسلامی اجتماعیت کو جوڑتے ہیں اور ان پر قائم اجتماعیت سے وابستہ رہتے ہیں اور اسلامی اجتماعیت کے ان اصولوں پر قائم رہ کر دوسروں کو اس کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ کبھی منہج سلف سے نہیں ہٹتے یہ نیک معتمد ثقہ علماء کی پہچان ہے۔

سچے علماء بندگان الٰہی کے لئے اللہ کی حجت ہیں اور احکام الٰہی کو اللہ کی طرف سے بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ''جہاں انہیں کوئی خبر امن یا خوف ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا حالانکہ یہ لوگ اسے رسول کے حوالے کر دیتے اور اپنے میں سے سمجھدار لوگوں کے حوالے تو ایسے لوگ اس کی تہہ تک پہنچ جاتے اور انہیں حقیقت معلوم ہو جاتی، اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو کچھ لوگوں کو چھوڑ کر تم سب شیطان کی راہ پر چل پڑتے۔''

علماء شریعت اور شارع کے امین ہیں۔

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں:

''ان الله جعل العلماء وکلاء وامناء علی دینه ووحیه وارتضاهم لحفظه والقیام به والذب عنه وناهیک بها منزلة شریفة ومنقبة عظیمة، قال تعالیٰ :ذٰلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِکَافِرِیْنَ'' (الانعام:۸۸-۸۹)

اللہ تعالیٰ نے علماء کو اپنے دین اور اپنی وحی کا وکیل اور امین بنایا ہے اور انہیں اس کی حفاظت کے لئے پسند فرمایا ہے اس کی اقامت اور مدافعت کے لئے انہیں چنا ہے یہ بہت بڑا مقام اور بہت بڑی تعریف ہے۔

علماء شر اور ان کے حملوں کو جانتے ہیں۔

علماء حق پر امت کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ہے۔ وہی نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اس اہم دینی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصی صلاحیت عطا کی ہے۔ اس

صلاحیت کی روشنی میں انہیں شر کی راہیں اس کے حملے اور دلوں پر اس کے اثرات کا پتہ چلتا رہتا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (النحل:۲۷)

جن کو علم عطا کیا گیا تھا وہ پکار اٹھیں گے آج رسوائی اور عذاب کافروں پر مسلط ہے۔

شیخ سعدی فرماتے ہیں اس میں اہل علم وعلماء کی فضیلت ہے اور یہ کہ وہ دنیا میں حق بات کہتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے اس دن بھی حق کہیں گے۔یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے نزدیک ان کی بات کا اعتبار ہے اور اس کی مخلوق کے نزدیک بھی۔

علماء انبیاء کے پیغام کی تبلیغ کرتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

تسمعون و یسمع منکم ویسمع ممن یسمع منکم(أبو داؤد: ۳۶۵۹ :ابن حبان ۶۱)

تم سنتے ہوتم سے سنا جائے گا۔اور جس نے تم سے سنا اس سے سنا جائے گا۔

اس حدیث سے واضح ہے کی دین تلقی سے حاصل ہوگا اور علماء کی ہر نسل اسے بعد والی نسل تک پہونچائے گی۔

علماء رسول پاک کے اقوال کو سمجھتے ہیں اور فہم تفقہ کو کام میں لا کر فقہ نبوی کو دوسروں تک پہونچاتے ہیں۔

علماء حق کا وجود حق کی اشاعت کے لئے ضروری ہے، کتابوں، کیسیٹوں، فیس بک، گوگل ویب سائٹس علماء کا بدل نہیں ہے پیغام الہی کو سمجھانے اور اس پر عمل کر کے لوگوں کے سامنے عملی نمونہ بن کر دعوت دین کے لئے علماء کی ضرورت ہے۔بنی اسرائیل کے علماء جب بگڑ گئے تو خود آسمانی کتابوں میں تحریف کر ڈالی۔اور ان کتابوں کی موجودگی ان کے لئے مفید نہ ہوسکی۔

علماء حق کی ضرورت ہمیشہ برقرار رہے گی۔

علماء حق ہر دور میں مسلمانوں کے رہنما رہے ہیں اور ان کا وجود خیر کا باعث رہا ہے۔میمون بن مہران کا قول ہے ان مثل العالم فی البلد کمثل عین عذبة فی البلد(صحیح الجامع بیان العلم و فضله ۲۲۰)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: "الناس أحوج الی العلم منهم الی الطام و الشراب ......" (اعلام الموقعین:۲۵۶/۳)

کھانا پانی سے زیادہ لوگوں کو علم کی ضرورت ہے۔کھانا پانی کا احتیاج لوگوں کو دن میں دو تین بار ہوتا ہے اور اسے علم کی ہمہ وقت ضرورت ہے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا" من عمل فی غیر علم کان ما یفسد أکثر مما یصلح.(صحیح الجامع بیان العلم و فضله)

جو بلا علم عمل میں لگے گا اصلاح سے زیادہ فساد کا کام کرے گا۔

علماء حق کی قدر و قیمت ہر دور میں برقرار رہے گی۔صدق مقال حسن عمل، تواضع، امانتداری، خشیت الٰہی ان کی پہچان ہوتی ہے۔اس پہچان کے ساتھ وہ جیتے ہیں۔ان پر لوگوں کا اعتبار ہوتا ہے۔لوگ ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔وہ دین کو کمائی کا ذریعہ نہیں بناتے ہیں۔

☆☆☆

ایمانیات

مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالواحد انور یوسفی

مدیر مرکز الدعوۃ سونس کھیڈ

اللہ عزوجل نے عالم ارواح میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ روئے زمین پر ہمارے نمائندے رشدوہدایت کی باتیں لے کر آتے رہیں گے تو جوکوئی ان کی ہدایات کی پیروی کرے گا وہ امن وامان اور سکون وعافیت میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کی تکمیل فرمائی اور دنیائے انسانیت کی ہدایت ورہبری کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل کو بھیجتا رہا یہاں تک کہ ہر قوم اور ہر خطے میں اس نے اپنا نمائندہ بھیجا اور سب سے اخیر میں نگاہ انتخاب جس ہستی پر پڑی وہ محمد رسول ﷺ کی ذات گرامی ٹھہری۔

رب کائنات نے خود اپنے کلام میں محمد رسول ﷺ کے مقام ومرتبہ کو بڑے دلنشیں اور واضح انداز میں پیش فرمایا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

''اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو طوق اور بوجھ تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اسی نور کا اتباع کرتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ۔ (سورہ اعراف:۱۵۶-۱۵۷)''

پہلی دو آیتوں میں حاملین تورات وانجیل کو غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے اور اس احسان عظیم کو بتایا گیا ہے۔ جو اللہ

تعالیٰ نے ان پر نبی امی کی شکل میں نمودار کیا ہے جن پر ایمان لائے بغیر نجات اخروی ممکن ہی نہیں جہاں انہیں رسالت محمدیہ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا وہیں اس سے تصور وحدت ادیان کی جڑ بھی کاٹ دی گئی اور پچھلی شریعتوں میں جو بوجھ اور دشواری تھی اسے ختم کرتے ہوئے ایک آسان اور معتدل دین ان کے سامنے رکھا گیا جس میں پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام ٹھہرایا گیا پھر ان سے تقاضا کیا گیا کہ جو لوگ نبی موصوف اور ان پر نازل شدہ نور (قرآن مجید) پر ایمان لائیں گے وہی پوری فلاح پانے والے ہیں۔

آخری آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر رسالت کے اثبات میں بالکل واضح ہے۔ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ آیت بھی رسالت محمدیہ کی عالمگیر رسالت کے اثبات میں بالکل واضح ہے اس میں اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ کہہ دیجئے کہ اے کائنات کے انسانو! میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں یوں آپ پوری بنی نوع انسان کے نجات دھندہ اور رسول ہیں اب نجات اور ہدایت نہ عیسائیت میں ہے نہ یہودیت میں نہ کسی اور مذہب میں۔ نجات اور ہدایت صرف اور صرف اسلام کے اپنانے اور اسے اختیار کرنے میں ہے۔

اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں آپ کو النبی الامی کہا گیا ہے یہ آپ کی ایک خاص صفت ہے۔ امی کے معنی ہیں ان پڑھ یعنی آپ نے استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کئے کسی سے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن اس کے باوجود آپ نے جو قرآن کریم پیش کیا اس کے اعجاز و بلاغت کے سامنے دنیا بھر کے فصحاء و بلغاء عاجز آگئے اور آپ نے جو تعلیمات پیش کیں ان کی صداقت وحقانیت کی دنیا معترف ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ورنہ ایک امی نہ ایسا قرآن پیش کر سکتا ہے، نہ ایسی تعلیمات بیان کر سکتا ہے جو عدل وانصاف کا بہترین نمونہ اور انسانیت کی فلاح وکامرانی کے لئے ناگزیر ہیں، انہیں اپنائے بغیر دنیا حقیقی امن وسکون اور راحت وعافیت سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ (احسن البیان ص: ۴۳۱)

محمد ﷺ اللہ عزوجل کے فرستادہ ہیں عبد اور رسول ہیں لیکن اہل ایمان کے لئے آپ کی ذات مبارکہ لائق تعظیم ہے کہ اللہ کے حکموں کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کے فرمودات اور فیصلوں پر بھی بغیر چوں چرا سر تسلیم خم کردینا ضروری ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب:۳۶) (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

یہ آیت اگرچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی مگر اس کا حکم عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سر تسلیم خم کردے۔

اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی امور و معاملات میں فیصلہ دینے کا اختیار حاصل ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان فیصلوں کی پابندی کریں۔ایک دوسری آیت میں محمد ﷺ کے مقام و مرتبہ کو یوں واضح کیا گیا ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ۔

آیت کا سیاق وسباق اگرچہ جنگ کے بعد مال غنیمت کی تقسیم سے متعلق ہے لیکن قرآن کریم کی تفسیر کے ایک مسلمہ اصول کے مطابق یہ آیت ایک عمومی قاعدہ بیان کرتی ہے کہ آپ کسی معاملے میں جو کچھ بھی فیصلہ دے دیں وہ اہل ایمان کے لئے قابل عمل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی شرعی احکام ہمیں دیئے ہیں وہ رسول ﷺ ہی کے ذریعہ دیئے ہیں اس لئے اطاعت رسول ﷺ کے بغیر شریعت پر عمل ممکن ہی نہیں بلکہ امر و نہی کا حکم و فیصلہ اگر خود رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جاری کردہ ہو تو بھی وہ بالواسطہ طور پر اس آیت کے عموم میں شامل ہے جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے حکیمانہ جواب سے مترشح ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے لعن اللہ الواشمات...... الخ کی بات کی یعنی خوبصورتی کے لئے گودنا گودنے اور گودوانے والیوں، بھووں کے بالوں کو تراش خراش کرنے والیوں اور دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت بھیجی ہے کیونکہ یہ تخلیق الٰہی میں تبدیلی کرنا ہے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہ کلام قبیلہ بنو اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا کہ جو ام یعقوب کے نام سے مشہور تھی وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے جواب دیا جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ قرآن میں ہے تو میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں۔اس عورت نے کہا قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے تو اس میں یہ بات کہیں نہیں دیکھی، انہوں نے کہا کہ اگر تم نے قرآن بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) اور رسول جو کچھ تمہیں دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو، اس نے کہا ہاں پڑھا تو ہے تب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان چیزوں سے رسول اللہ ﷺ نے منع

فرمایا ہے۔(بخاری)ام یعقوب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حکیمانہ باتوں سے بالکل مطمئن ہوگئیں اور یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ فرمودات نبوی کا قرآن میں ہونا بالواسطہ طور پر سورہ حشر کی آیت نمبر ۷ کے عموم سے مستفاد ہے۔اور حکم رسول پر سر تسلیم خم کردینا ہی ایک مومن کا شیوہ ہے،اس کے برعکس اختلاف وسرتابی تو کجا دل میں انقباض محسوس کرنا بھی ایمان کے منافی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (النساء:۶۵) سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ ایمان دار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپسی اختلافات میں آپ کو حکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کریں۔

اس آیت کے شان نزول میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے کھیت کو پہلے پانی دینے پر جھگڑا اور اس کے تصفیے سے متعلق تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے تاہم آیت کے عموم سے صاف واضح ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں گویا آپ کے فیصلے کا انکار اسلام سے منکر ہوجانے کے مترادف ہے کیونکہ آپ کے نافذ کردہ قوانین وہ ہیں جو وحی متلو یا غیر متلو کی بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں اسی لئے ان کا انکار دراصل قانون الٰہی کا انکار ہے اور ایسا شخص بالاتفاق امت مسلمہ سے خارج ہے۔

قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ کو بڑے واضح انداز میں پیش کیا ہے جس سے وحی غیر متلو کی اہمیت کا اظہار بھی مقصود ہے کہ جس طرح وحی متلو کا انکار کفر ہے اسی طرح وحی غیر متلو کا انکار بھی کفر ہے کیونکہ وحی متلو اور وحی غیر متلو دونوں لازم وملزوم ہیں ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا ورنہ اسلام کی عظیم الشان عمارت زمین بوس ہوکر رہ جائے گی۔قرآن پاک میں وحی کی دونوں قسموں کا تذکرہ بڑی صراحت سے ملتا ہے وحی متلو کے متعلق ارشاد ہے:﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ٥ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ﴾ (الشعراء:۱۹۳،۱۹۴) اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ کے دل پر اترا ہے کہ آپ آگاہ کردینے والے ہوجائیں،وحی غیر متلو کے متعلق ارشاد ہے:﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (النجم:۳تا۴) اور (نبی ﷺ) نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو اتاری جاتی ہے۔اس آیت کریمہ کی رو سے زبان رسالت سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ وحی کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مزاح اور خوش طبعی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ کی زبان سے حق کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔ (ترمذی،کتاب البر)

اس طرح وحی جلی اور وحی خفی آغاز اسلام کے ساتھ ساتھ چلے

آ رہے ہیں، ان میں ایک کو دوسرے سے الگ کر کے دین کو سمجھنا خود کو دھوکہ دینا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا ہے مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں میں تفریق نہ کرے بلکہ ہر حکم پر سر تسلیم خم کردے۔

قرآن میں ارشاد ربانی ہے: ﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (النور:۵۱) ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کردے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت اور پچھلی تمام آیات کا ماحصل یہ ہے کہ محمد ﷺ کو اللہ نے اپنا آخری نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان کے مقام ومرتبہ کو بھی عظیم امتیازی شان سے نوازا اور ان کے حکموں اور فیصلوں کی مکمل پاسداری اور تعمیل کا حکم دیا جو اہل ایمان کو سعادت دارین کا سامان فراہم کرتا ہے۔

لہٰذا ہر مومن پر لازم ہے کہ وہ حدیث رسول کی حجیت اور اس کے مقام واختیار کو صدق دل سے قبول کرے ان کے حکموں اور فیصلوں پر سمعنا واطعنا کہے کیونکہ امت کا بڑے سے بڑا متقی، پیر، ولی، امام اور مجتہد ان کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتا ہے اگر کوئی نادان مسلمان نبی ﷺ کے حکموں اور فیصلوں کے بالمقابل کسی اور کے قول وعمل کو پیش کرتا ہے یا اسے واجب التعمیل سمجھتا ہے تو گویا اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ سمجھا ہی نہیں کیونکہ آپ کے فیصلے سے انحراف، اختلاف اور انقباض کفر ہے۔

☆☆☆

اعلان

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے تمام ضلعی ومقامی جمعیات کے ذمے داروں کے لئے یہ اعلان باعث مسرت ہوگا کہ صوبائی جمعیت کے ماہنامہ ''الجماعہ'' میں آپ کی سرگرمیوں کی اشاعت کا خصوصی کالم (جماعتی سرگرمیاں) کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔ اسلئے آپ حضرات جمعیت کی سرگرمیوں کی رپورٹ صوبائی دفتر کو ای میل یا فیکس کردیا کریں حسب گنجائش اسے شائع کیا جائے گا۔

ارشادات

تعلیم وتربیت

ابوسلمان بستوی

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ﴾ (آل عمران:۱۸) اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے۔

مافوق المذکور آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین شہادتیں پیش کی ہیں اول اپنی ذات سے شروع کی پھر ملائکہ کی مثال دی اور تیسرے درجہ میں یہ بتایا کہ اہل علم اللہ کی وحدانیت اور الوہیت کی شہادت دیتے ہیں۔ اس میں اہل علم کی بڑی فضیلت وعظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور فرشتوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے تاہم اس سے مراد صرف وہ اہل علم ہیں جو کتاب وسنت کے علم سے بہرہ ور ہیں۔ (فتح القدیر)

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لاَيَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر:۹) آپ فرمادیجئے بھلا جولوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے ہیں دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ اور ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلۃ:۱۱) اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا۔

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر:۲۸) اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ ﴿يٰٓاَبَتِ اِنِّي قَدْ جَآءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا﴾ (مریم:۴۳) میرے مہربان باپ! آپ دیکھئے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصے میں مذکور ہے کہ انہوں نے ہدہد کو اس کی غیر حاضری پر تنبیہ کرنی چاہی تو اس نے بتایا ﴿فَقَالَ اَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ﴾ (نمل:۲۲) کہ آکر اس نے کہا میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہیں میں سبا کی ایک سچی خبر تیرے پاس لایا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان نے کوّے سے علم سیکھا ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ﴾ (المائدہ:۳۱) اللہ تعالیٰ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کرید نے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کیوں کر چھپائے، کہنے لگا مجھ سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اس کوّے کے برابر ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپادیتا۔ پھر وہ پشیمان ہوا۔ یہ ہے علم کا درجہ ومرتبہ جو ایک کوّے کو بھی منصب عطا کردیتا ہے۔

جدید معاشرے نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ تربیت کا کام خاندان سے لے کر اسکول کو دے دیا چنانچہ مائیں اپنے بچوں کو پرورش گاہوں میں چھوڑ کر اپنے کاموں اور اجتماعی دلچسپیوں کے لئے چل دیتیں یا بازار چلی جاتی ہیں یا ادبی وفنی ذوق پورے کرتی ہیں یا سینما دیکھتی ہیں، غرض یونہی اپنے اوقات ضائع کرتی ہیں۔ دراصل

خواتین ہی خاندان کے مٹ جانے اور علمی فقدان کی ذمے دار ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے۔ امام بخاری کی تربیت ان کی والدہ کی مرہون منت ہے، آپ بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے، والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش فرمائی۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں: آپ نے علم کی گود میں تربیت پائی یہاں تک کہ آپ پلے بڑھے اور علم کی پستان سے شیر پایا اور اسی پر آپ کا فطام (یعنی دودھ چھوڑنے کا زمانہ) ختم ہوا۔ نواب صدیق حسن خان صاحب خود لکھتے ہیں کہ ''میں سات برس کا تھا، مکان کے پاس مسجد تھی، مجھے خوب یاد ہے کہ جب صبح کی اذان ہوتی اور سوتا پڑا ہوتا تو والدہ محترمہ مجھے اٹھا کر وضو کراتیں اور اپنے سامنے مجھ کو مسجد بھیج دیتی تھیں، اگر نیند کی وجہ سے میری آنکھ نہ کھلتی تو مجھ پر پانی ڈال دیا کرتیں اسی وجہ سے بچپن ہی سے نماز کی عادت پڑ گئی۔ شاید دس برس کی عمر میں روزہ رکھوایا تب روزے کی عادت پڑ گئی۔ (ابقاء المنن: ۱۱۴، اہل حدیث اور سیاست: ۱۵۷)

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

اس تربیت کا یہ اثر ہوا کہ میں بری صحبتوں اور بری عادتوں سے ہمیشہ دور رہا، علماء اور صلحاء کی مجلسوں میں بیٹھنے، ان کی باتیں سننے اور ان کی نصیحتوں سے مستفید ہونے کا شوق دامن گیر رہا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں ایک محنت مجھ پر آئی کہ ہنگام انقلاب سن کر اہل عزائم نے آ کر گھیرنا شروع کیا۔ عامۂ خلق کے ذہن میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ امرا ورؤساء معتقد اعمال کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ میں اول امیر نہیں ہوں، دوسرے علم سے فقیر بھی نہیں ہوں کہ دام تزویر اہل شرک و بدعات میں گرفتار ہو جاؤں میں تو اپنے اعتقاد میں کسی کا معتقد نہیں ہوں۔ خصوصاً ان فقراء و مشائخ کا جو اس زمانۂ جہل میں دکانداری کرتے پھرتے ہیں مجھ کو ان کی حرکات بے برکات پر نہایت تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اس جہل و خبیث شرک و بدعت کے یہ کس موحد کو پھانسنے چلے ان حمقاء نے اتنا بھی نہ جانا کہ میں اہل حدیث ہوں اور ''تقویۃ الایمان'' و ''رسائل توحید'' کا پابند ہوں، میرے سامنے کسی رمالی، جفائر منجم عزیمت خواں کی اتنی بھی قدر نہیں جتنی کہ دواب کی قدر نظر انسان میں ہوتی ہے کیوں کہ مؤحد ہر بلاد مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتا ہے۔ (اہل حدیث اور سیاست: ۱۸۰-۱۸۲)

یہ پختہ تربیت کا نتیجہ تھا جو اپنے موقف سے ہٹا نہ سکا۔ موجودہ ماحول میں تعلیم و تربیت کی درس گاہیں قائم کرنا نہایت ضروری ہے وقت ایک سیل رواں ہے جو کسی کی خاطر ٹھہرتا نہیں زندہ قومیں ہمیشہ وقت پر اقدام کرتی ہیں اور گوہر مراد کو پالیتی ہیں وقت آ گیا ہے کہ اب اہل علم اور علماء اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیں، تعلیم و تربیت کی اس ڈگر کو ہموار کریں تا کہ ہندی مسلمانوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہو۔ بقول آزاد ''آج ایک ایسے عازم امر کی ضرورت ہے جو وقت اور وقت کے سروسامان کو نہ دیکھے بلکہ وقت اپنے سارے سامانوں کے ساتھ اس کی راہ تک رہا ہو۔ مشکلیں اس کی راہ میں غبار خاکستر بن کر اڑ جائیں اور دشواریاں اس کے جولان قدم کے نیچے خس و خاشاک کی طرح دب جائیں اور وہ وقت کا مخلوق نہ ہو کہ وقت کے حاکموں کی چاکری کرے بلکہ وہ وقت کا مالک ہو اور زمانہ اس کی جنبش لب پر حرکت کرے اگر انسان اس کی طرف سے گردن موڑ لے تو وہ اللہ کے فرشتوں کو بلا لے اگر دنیا اس کا ساتھ نہ دے تو وہ آسمان کو اپنی رفاقت کے لئے نیچے اتار لے۔ اس کا علم مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہو اس کا قدم منہاج سنت سے استوار ہو اور اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ اس

طرح کھول دے کہ وہ صرف صحیفۂ کتاب وسنت لے کر دنیا کی تمام مشکلات کا مقابلہ اور ارواح وقلوب کی ساری بیماریوں کی شفاء کلی کا اعلان کردے۔و ماذلك علی الله بعزیز.

سیرت سازی اور ہر میدان میں ترقی کی راہیں کھولنے کا یہی سب سے مؤثر ذریعہ ہے جو قومیں اپنے افراد کی تعلیم وتربیت کی جتنی زیادہ توجہ دیتی ہیں اور جتنا بہتر انتظام کرتی ہیں وہ ہر پہلو سے اتنی ہی زیادہ اوپر اٹھتی ہیں اور قومیں اس معاملے میں غفلت اور لاپرواہی برتتی ہیں اس کا انہیں مستقبل میں سخت خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔وہ صرف مقابلے کے میدان میں ہی پیچھے نہیں رہ جاتے بلکہ رفتہ رفتہ ہر پہلو سے پسماندگی کا شکار ہوجاتے ہیں۔خصوصاً سائنس وٹکنالوجی کے موجودہ دور میں تعلیمی لحاظ سے پسماندہ گروہ یا تو وقت کے پیروں تلے کچل دیئے جاتے ہیں یا دوسروں کے دست نگر بننے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

مسلم اداروں میں چاہے وہ عصری ہوں یا دینی فرنگیت کا کلی استیصال بے حد ضروری ہے اگر ہم اپنی قومی تہذیب کو اپنے ہاتھوں قتل کرنا نہیں چاہتے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی نسل نو میں فرنگیت کے روز افروں رجحانات کا سد باب کریں۔پھر جب ان کا عملی ظہور لباس معاشرت آداب واطوار اور بحیثیت مجموعی پورے ماحول میں ہوتا ہے تو یہ ظاہر اور باطن دونوں طرف سے نفس کا احاطہ کرلیتے ہیں اور اس میں شرف قومی کا رمق برابر احساس نہیں چھوڑتے،ایسے حالات میں اسلامی تہذیب وروایات کا زندہ رہنا قطعی ناممکن نہیں،کوئی تہذیب محض اپنے اصولوں اور اپنے اساسی تصورات کے مجرد ذہنی وجود سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ عملی برتاؤ سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سے نشوونما پاتی ہے اگر عملی برتاؤ مفقود ہوجائے تو تہذیب اپنی طبعی موت مرجائے گی اور اس کا ذہنی وجود بھی برقرار نہ رہ سکے گا۔سب سے پہلے مقدم اصلاح یہ ہے کہ اسکول کالجز میں ایک زندہ اسلامی ماحول پیدا کیا جائے بچوں کی تربیت ایسی ہونی چاہئے کہ نئی نسلیں اپنی تہذیب پر فخر محسوس کریں ان میں اپنی قومی خصوصیات کا احترام بلکہ محبت پیدا کرے،ان میں اسلامی اخلاق اور اسلامی سیرت کی روح پھونک دے ان کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنے علم،اپنی تربیت یافتہ دینی صلاحیتوں سے اپنے قومی تمدن کو شائستگی کے بلندیوں پر لے جاتے۔

بقول مولانا آزادؒ: آپ نے اسلام کی تہذیب ومعاشرت اسلام کی تعلیم اور اسلام کے علوم وفنون کی حفاظت کو اپنا اولین فریضہ سمجھا اور کبھی اس کا چھوٹا سا چھوٹا حصہ بھی ضائع نہ ہونے دیا چنانچہ آپ نے مختلف مذاہب کے ہزار ہا لوگوں کے مجمع میں نہایت فخر کے ساتھ اعلان فرمایا کہ میں مسلمان ہوں۔اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں اسلام کے علوم وفنون اور اسلام کی تہذیب ومعاشرت میری دولت کا سرمایہ ہے اور میرا فرض ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں بحیثیت مسلمان مذہبی اور کلچرل دائرے میں میں اپنی ایک خاص ہستی رکھتا ہوں اور میں برداشت نہیں کرسکتا کہ اس میں کوئی مداخلت کرے۔(خطبۂ صدارت رام گڑھ کانگریس سیشن)

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان خود اپنی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر مغربی تہذیب وتمدن اختیار کررہے ہیں یہ اسی عیسائی دعوت کی محنت کا اثر ہے جو اسکولس،کالجز اور دواخانوں کے ذریعہ سارے انسانوں کو دی جارہی ہے،ہم میں کے عام تو عام دیندار اور متشرع قسم کے لوگ جو فراست والی نگاہ سے محروم ہیں وہ بھی ہزاروں روپے ڈونیشن کے نام پر ان عیسائی مشزیوں کو دے کر اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کا ایمان تباہ وبرباد کررہے ہیں گویا امت محمدیہ کے چھوٹے چھوٹے نونہالوں کو ان بیماروں کے حوالے

کرتے ہیں جو انہیں دنیا سے محبت اور دین سے نفرت کرنا سکھاتے ہیں یعنی ہم خود پیسے دے کر ان کی تمام بیماریوں کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے رہے ہیں نتیجتاً مسلم معاشرے میں اسلام بیزاری اور مغربی تہذیب و کلچر سے محبت روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور مسلم بچوں میں ایمان وعمل صالح کے بجائے دین بیزاری اور الحاد وزندقہ جیسی مہلک بیماریاں پیدا ہورہی ہیں، آج ہمارے وہ بچے جن کو توحید کے ترانے پڑھنے تھے جن کو پیارے رسول اللہ ﷺ کی نعت سیکھنی تھی۔ میرے رفیقو! صد افسوس وہ مجسموں کے سامنے اپنی غیرت ملی اور دینی حمیت کو دفن کرکے ہاتھ جوڑے کھڑے منت سماجت کرتے نظر آتے ہیں۔ میرے بزرگو! تعلیمی مسندوں پر بعض جگہوں میں آج ایسے لوگ رونق افروز ہیں جن میں اسلاف کا تقویٰ ودیانت ہے نہ مشائخ کا علمی رعب وجلال، نہ طلباء کی ذہنی وعلمی اصلاح کے لئے فکرمندی، دل سوزی اور تڑپ ہے طلباء کی حالت زار اس سے بھی ناگفتہ بہ ہے، مادی قدروں کے فروغ اور دنیاوی جاہ ومنصب کے لالچ نے ذہین محنتی اور باصلاحیت طبقہ کو دینی تعلیم سے برگشتہ کررکھا ہے عام طور سے دینی مدارس کا رخ وہی طلباء کرتے ہیں جن میں نہ ذہانت ہوتی ہے نہ شوق، نہ فکر کی پاکیزگی نہ علم واہل علم کی قدردانی، جو اپنی پست ہمتی اور نکمہ پنی کے باعث زندگی کی ساری راہیں اپنے لئے مسدود پاتے ہیں ان میں وہ بلند ہمتی اور عالی حوصلگی خال خال ہی نظر آتی ہے جو ذروں کو آفتاب اور سنگریزوں کو گہرہائے آبدار بنادیا کرتی ہے۔

ایک اور بات اکثر وبیشتر تعلیمی اداروں میں فنائیت اور خود سپردگی کی کمی ہے ہمارے اسلاف نے عموماً تحقیق وتالیف اور دعوت وتبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تھا، یہ چیزیں ان کے مزاج وماحول میں ایسی رچ بس گئی تھیں کہ اس سے ہٹ کر ان کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں تھا، انہیں مال وزر سمیٹنے کی فکر تھی نہ جاہ ومنصب کی حرص وطمع نہ کار وبنگلے کی خواہش ان کا منتہائے مقصود حیات علم دین کا احیاء اور اس کے فروغ کا جذبہ صادق تھا۔ ان کی ساری توانائیاں اور تمام صلاحیتیں تفقہ فی الدین کے لئے وقف تھیں لیکن اب یہ صورت حال کہاں سائنس کی ترقی اور ایجادات اختراعات کی چہل پہل نے ایسی رونقیں رعنائیاں اور جلوہ سامانیاں فراہم کردی ہیں کہ دامن دل ونظر انہیں میں اٹک کررہ جاتا ہے تحصیل علم میں یکسوئی انہماک اور کمال استغراق کہیں نظر نہیں آتا جو کبھی ان اداروں کا طرۂ امتیاز تھی دوسری طرف مادی اسباب ووسائل کی فراوانی نے طلباء اساتذہ سے محنت، جدوجہد اور سخت کوشی کی عادت چھین لی ہے وہ عیش پسندی اور تن آسانی کے خوگر بن کررہ گئے ہیں۔

صحرانوردی اور آبلہ پائی کا لطف انہیں میسر نہیں سوکھی روٹیاں کھا کر کتابوں کے سمندر میں غوطہ زنی اب ان کا شیوہ نہیں رہا۔ نتیجہ ظاہر ہے ان بنیادی چیزوں کے بغیر علمی وتحقیقی ذوق پنپ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی فکر ونظر میں جلا پیدا ہوسکتی ہے عصری کالجز میں کسی نہ کسی حد تک یہ چیزیں باقی ہیں کیوں کہ اس تعلیم سے انہیں عہدہ اور جاہ ومنصب اور مستقبل میں معاش کی تابناک راہیں نظر آتی ہیں اور یہ لالچ وطمع انہیں اس جدوجہد پر اکساتی ہیں اس کے برعکس دینی تعلیم کا سارا مطمح نظر اور مقصود کل شناسی اور حق پرستی ہے جب سے یہ روح اداروں سے ختم ہوئی ہے طلباء اور اساتذہ میں فنائیت اور خود سپردگی کے جذبات بھی ماند پڑگئے ہیں جب تک ان جذبات کو پھر سے نہیں ابھارا جاتا ان خزاں رسیدہ چمنستانوں میں جھوم کر بہار نہیں آسکتی۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

اخلاقیات

اسلام اور اخلاق حسنہ

عبید اللہ سلفی - امام وخطیب مسجد اہل حدیث کاپڑیا نگر، کرلا

اسلام ایک مکمل دین اور نظام حیات ہے اس کی جملہ تعلیمات نہایت روشن اور واضح ہیں اسلام کی ان تعلیمات میں اخلاقیات کا پہلو ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے اسی لئے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبیؐ کے اخلاق کیسے تھے تو ام المومنینؓ نے جواب دیا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے، جو کچھ قرآن میں ہے اس کی آپ عملی تصویر تھے۔

اس مختصر سے جواب میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی پوری روشنی سمائی ہوئی ہے کہ وہ کس قسم کے اخلاق کو پسند کرتا ہے اور دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کو اخلاق حسنہ کے کس قالب میں ڈھالنا چاہتا ہے اور کس قسم کے اخلاق کو وہ ناپسند کرتا ہے۔

انسان جب اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے بچپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز سے اس کا تعلق کم وبیش پیدا ہو جاتا ہے ان مختلف قسم کے تعلقات کے کچھ فرائض وواجبات ہیں جس کا ادا کرنا حتی المقدور انسان کے لئے ضروری ہے ایسے فرائض اور واجبات کو بحسن وخوبی انجام دے لے جانا اخلاق حسنہ کہلاتا ہے اسی لئے دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاق کی اہمیت نمایاں رہی ہے اور ان جملہ مذاہب عالم میں اسلام کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ پیغمبر اسلام بذات خود یہ اعلان کرتا ہے "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" (مسند احمد) (میں تو اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں)

آپ نے جس طرح اپنی زبان سے اخلاق حسنہ کی تعلیم کا اعلان فرمایا عملی طور پر اس کو کر کے دکھایا اور جنھوں نے آپ کو قریب سے دیکھا آپ نے حسن اخلاق کو اپنوں میں، غیروں، دوستوں، دشمنوں کے سامنے اس کا برملا اظہار کیا۔ یہ دیکھئے نجاشی کا دربار ہے جہاں پر قریش کے نمائندے حاضر ہیں مسلمانوں کے ترجمان جعفرؓ کی تقریر ہو رہی ہے "اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زبردست زیردستوں کو کھا جاتا تھا، اسی اثنا میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی عالی نسب سچائی اور امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسکی عبادت کریں اور اسکے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں، اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری اور خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فواحش میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا اس نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اس نے ہمیں روزہ، نماز اور صدقہ کا حکم فرمایا۔ (الرحیق المختوم ص ۱۴۷)

حضرت جعفرؓ کی یہ پوری تقریر نبی اکرمؐ کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہے حضرت جعفرؓ تو دامن اسلام سے وابستہ تھے انہوں نے غیروں کے سامنے اسلام کی ان اعلیٰ تعلیمات کو اجاگر فرمایا لیکن جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ابوسفیان جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اکرمؐ کا نامۂ مبارک شاہ ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے تاجران عرب کو مدعو کیا اور پوچھا کہ یہ شخص جو نبوت کا دعویدار ہے اس سے حسب ونسب کے اعتبار سے کون زیادہ قریب ہے ابوسفیان نے کہا میں ہوں۔ چنانچہ ایک پورا مکالمہ سوال وجواب کے انداز میں حدیث وسیرت اور تاریخ اسلام پر لکھی جانے والی کتابوں میں موجود ہے جس میں آخر میں شاہ ہرقل نے آپ کی اخلاقی تعلیمات کے بارے میں پوچھا کہ وہ نبی کس بات کا حکم دیتا ہے، ابوسفیان کا جواب تھا کہ وہ کہتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، تمہارے باپ داد جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو اور وہ ہمیں سچائی، پرہیزگاری، پاکدامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ (الرحیق المختوم: ص ۵۵۸)

آپ کے حسن اخلاق اور بہترین تعلیمات کا یہ ایک نمونہ تھا جسے اسلام سے غیر وابستہ شخص ایک غیر مسلم کے دربار میں پیش کر رہا تھا۔ یہ تو آپ کی نبوت کے بعد کی تعلیمات ہیں جو اپنے اور دوسروں کے سامنے پیش کر رہے ہیں لیکن تاج نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے کی زندگی پر حضرت خدیجہؓ کی وہ تسلی آمیز تقریر بھی سامنے رہنے چاہئے جو آپ کے اخلاق حسنہ کو اجاگر کر رہی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب آپ پر پہلی وحی کا نزول ہوا اور قرآن مجید سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں ان آیات کے ساتھ جب آپ گھر کی طرف پلٹے تو آپ کا دل دھک دھک کر رہا تھا، حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا مجھے چادر اڑھا دو مجھے چادر اڑھا دو انہوں نے آپ کو چادر اڑھا دی یہاں تک کہ خوف جاتا رہا، اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجہؓ کو پورے حالات سے باخبر کیا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے (اس وقت حضرت خدیجہؓ نے آپ کی اخلاقی زندگی کو بہترین انداز میں پیش کرتے ہوئے کہا قطعاً نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہ کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتواں کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری باب کیف بدا الوحی)

رسول اکرمؐ کے اعلیٰ اخلاق کے یہ چند واقعات ہیں جو بطور مثال پیش کئے گئے ہیں ورنہ تاریخ وسیرت کی کتابوں میں ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ کتنے دشمنان اسلام آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر دامن اسلام میں داخل ہو گئے۔

آیئے تاریخ کے اس گوشے پر نظر ڈالتے ہیں جہاں پر اول اول نبوت کی کرنیں ضوفشاں ہوئیں یہ وہ سرزمین عرب ہے جو ہر طرح کی برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی قتل وخونریزی، شراب نوشی، سود خوری، جوا، کہانت، بدشگونی، قبائلی عصبیت، شرم وعار کے ڈر سے بچیوں کو زندہ در گور کر دینا فقر ومفلسی کے ڈر سے بچوں کو قتل کر دینا، بے پردگی، عریانیت، حسب ونسب پر فخر وغرور کرنا ایک عام سی بات تھی۔ لیکن جب اس سرزمین کے پاکیزہ نفوس نے اسلام کو گلے لگایا اس کی روشن تعلیمات سے اپنے قلوب اور اذہان منور کیا تو نہ صرف یہ کہ اعتقادی اور عملی گندگیاں دور ہوئیں اس دین قیم پر عمل پیرا ہو کر اصحاب رسول کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو صداقت، عدالت، امانت، محبت ووفاداری، سخاوت وفیاضی اور اخلاص وایثار

جیسے اخلاق حمیدہ سے متصف ہوا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اعلیٰ درجات پر فائز ہوا جہاں دیگر انبیاء ورسل کے اصحاب نہ پہنچ سکے، ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا (فتح:۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ان صحاب رسول کے قلوب کے فخر وغرور اور انانیت سے پاک وصاف اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے جیسے اعلیٰ اخلاقی سلوک پر ان کی یوں توصیف بیان کی ہے۔

"وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (حشر:۹) اور جنہوں نے اس گھر (مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب ہے۔

صحابہ کرام اخلاق حمیدہ کے ایسے درجات پر فائز تھے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا جسے اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا پھر بھی وہ اس گناہ کو عظیم تصور کرتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوتے اور اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں"

اور یہ جذبہ کیوں نہ پیدا ہو جبکہ آپ نے ارشاد فرمایا: "انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل نہیں ہوتا ہے" (ابوداؤد کتاب الادب عن عائشہ)

اسی طرح جب آپؐ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن وہ کون خوش نصیب لوگ ہوں گے جنہیں آپ کی قربت حاصل ہوگی تو آپ نے ارشاد فرمایا "تم میں سب سے میرا محبوب اور مجلس میں مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اور مجھے ناپسند اور مجھ سے دور رہنے والا وہ بدنصیب ہوگا جس کے اخلاق بُرے ہوں گے۔ (مسند احمد)

حضرت نواس بن سمعان نے اللہ کے رسول ﷺ سے نیکی کے تعلق سے سوال کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "نیکی اچھا اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو ترے دل میں کھٹکے اور تجھے ناگوار ہو کہ لوگ اس سے باخبر ہوں"۔ (مسلم کتاب البر والصلہ)

اخلاقی تعلیمات کے یہ روشن ابواب ہیں جس پر آپ نے اپنے اصحاب کی تربیت فرمائی اور اصحاب رسول نے اپنے آپ کو اسی قالب میں ڈھالتے ہوئے دنیا کی قیادت وسیادت اپنے ہاتھ میں لی ان نفوس قدسیہ کے قدم جس مفتوح قوموں یا ملکوں پر پڑے ان کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر ان کو گلے لگایا۔

لیکن افسوس جب اسلام کے ماننے والے احکام شریعت کی خلاف ورزی کرنے لگے، بداخلاقی عام ہونے لگی معاشرے میں عریانیت، بے حیائی، نشہ آور اشیاء کا استعمال اور دیگر اخلاقی جرائم کا ارتکاب کیا جانے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ دیگر قوموں نے مل کر ان پر حملہ کیا استعماری طاقتوں نے ان کی سرزمین پر قبضہ جمایا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

اگر دانشوران قوم اور ذمہ داران سماج ومعاشرہ نے ان اخلاقی انحطاط کا سدباب نہ کیا جس میں امت لت پت ہے تو وہ دن دور نہیں جب دیگر قوموں کی طرح اخلاقی انحراف کی وجہ سے یہ امت بھی ہلاک وبرباد کر دی جائے۔

اقتصادیات

اسلام میں غریبی کا علاج

اشفاق احمد سنابلی - داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

مذہب اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس نے اپنے متبعین کو بہت سارے اصول وضوابط دیے ہیں جن کی پاسداری ان کی فلاح و بہودی کا سبب ہے اسلام نے معاشرے سے غربت کے خاتمہ کے لئے بہت ساری تدابیر اختیار کیا ہے چنانچہ وہ غربت کوایک آفت اور مصیبت تصور کرتا ہے گداگری کے مقابلے میں مختلف میدانوں میں محنت کرنے کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ محنت سوال کی ذلت سے بدرجہا بہتر ہے مال ودولت انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے اسی کی بنیاد پر آدمی اپنے عزائم کی تکمیل کرسکتا ہے مال ودولت کو حاصل کرنے کے لئے بہت سارے جائز راستے اسلام نے مقرر کئے ہیں۔

تجارت:

نبی ﷺ بذات خود تجارت کرتے تھے آپ ﷺ نے خدیجہؓ کے ساتھ بھی تجارت کی نیز صحابہ کرام، ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم نے بھی تجارت کی اسلاف ایک دوسرے کو بازار پکڑے رہنے کی وصیت کرتے تھے حدیث وفقہ کی کتابوں میں تجارت اور بیوع سے متعلق مختلف ابواب ملتے ہیں۔

زراعت:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان جوایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج ڈالے پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔(بخاری باب فضل الزروع الغرس والزرع اذا اکل)

ترمذی میں جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کسی نے مردہ زمین کو قابل کاشت بنایا وہ زمین اسی کے لئے ہے۔ (ترمذی کتاب الاحکام)

صنعت وحرفت:

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا۔(بخاری باب کسب الرجل وعملہ بیدہ)

آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر اچھی تجارت۔(مسند احمد-حدیث نمبر ۱۷۲۶۵)

مذہب اسلام نے اپنی ہاتھ کی کمائی کو صدقہ قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ اگر وہ کچھ نہ پائے تو کیا صدقہ کرے؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی اپنے ہاتھ سے محنت کرے خود بھی اس سے نفع اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ (بخاری باب علی کل مسلم صدقۃ)

انبیاء کرام کی جماعت نے بھی اپنے ہاتھوں محنت کی ہے کسی نے بکریاں چرائیں، کسی نے لوہے کا کاروبار کیا تو کسی نے تجارت کیا وغیرہ جس کے بہت سارے دلائل قرآن وسنت میں مذکور

ہیں، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے: ﴿قَالَ إِنِّیْ أُرِیْدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَیَّ هَاتَیْنِ عَلَى أَن تَأْجُرَنِیْ ثَمَانِیَ حِجَجٍ﴾ (القصص:۲۷) انہوں نے کہا میں دونوں لڑکیوں میں سے ایک آپ کی زوجیت میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر پر) کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاج کریں۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، آپ نے فرمایا کہ کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔ (بخاری باب رعی الغنم علی قراریط)

مزید آپ کا فرمان ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی میں سے کھاتے تھے۔ (بخاری باب الرجل وعملہ بیدہ)

تمام وارثین انبیاء، علماء وداعیان کا یہی طریقۂ کار رہا ہے۔ اسلام نے بلاضرورت دست سوال دراز کرنے کی سخت ممانعت کی لیکن جو فقر کے باوجود سوال کرنے سے گریز اختیار کرتے ہیں ان کی خبر گیری کرنے کی تاکید بھی کی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ أُحصِرُواْ فِیْ سَبِیْلِ اللّهِ لاَ یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْباً فِیْ الأَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِیْمَاهُمْ لاَ یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافاً وَمَا تُنفِقُواْ مِنْ خَیْرٍ فَإِنَّ اللّهَ بِهِ عَلِیْمٌ (سورہ بقرہ:۲۷۳) صدقات کے مستحق صرف وہ غرباء ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیے گئے ہیں جو ملک بھر میں چل نہیں سکتے نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مالدار خیال کرتے ہیں آپ ان کے چہرے دیکھ کر پہچان لیں گے وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے تم جو کچھ بھی خرچ کرو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگوں سے ان کے مالوں کا سوال کرتا ہے اپنا مال زیادہ کرنے کیلئے تو وہ (جہنم) کے انگارہ کا سوال کرتا ہے اب چاہے وہ زیادہ کرے یا کم۔ (مسلم کتاب الزکاۃ) آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ آدمی لوگوں سے (بلاضرورت) سوال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔ نبی ﷺ نے مالداروں پر دولت خرچ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے آپ کا ارشاد ہے کہ صدقہ مالدار اور تندرست کیلئے حلال نہیں ہے۔ (ترمذی باب من لاتحل لہ صدقۃ)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کے سوا کسی کے لئے سوال کرنا جائز نہیں۔ ایک تو وہ جو کسی کی ضمانت اٹھالے اس کے لئے سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ ضرورت کے مطابق حاصل کرلے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی آفت کا شکار ہوگیا اسے اپنی گزربسر کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ تیسرا وہ شخص جو فاقہ کی حالت کو پہنچ جائے ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے سوال کرنا جائز اور درست نہیں ہے (مسلم کتاب الزکاۃ)

حاکم وقت کی ذمہ داریاں:

سربراہ وقت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بے روزگاروں کو کام دے اور ان کی خوشحال زندگی کے لئے بہتر انتظامات کرے چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کردیا ہے پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ دے۔ اگر تم ایسے کام سپرد کرو تو تم ان کی مدد کرو۔ (بخاری باب المعاصی من امر الجاہلیۃ) ابن عمرو دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مزدور کا پسینہ سوکھنے سے پہلے اس کی اجرت دے دو۔ (ابن ماجہ-باب اجرالاجراء) نبی ﷺ کا ارشاد

ہے جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کرلے اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو وہ خادم لے لے اگر رہائش نہ ہو تو وہ رہائش حاصل کرلے جو کوئی اس کے علاوہ لے وہ خائن یا چور ہے۔ (ابوداؤد باب فی ارزاق العمال)

ان روشن ہدایات کے باوجود بھی آج ملازمین کا سخت استحصال کیا جاتا ہے اس مہنگائی کے دور میں بھی ان کا معاوضہ اتنا کم ہوتا ہے کہ ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہو پاتیں یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے ذمہ داران اور سربراہان جو ملازمین اور اپنے ماتحتوں کی حق تلفی کرتے ہیں اور ان کے حقوق ہڑپ کر جاتے ہیں ان کے لئے سخت وعیدیں ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ جن کا قیامت کے دن میں مدعی بنوں گا ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور بدعہدی کی دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی۔ تیسرا وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا اور اس سے پوری طرح کام لیا لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔ (بخاری باب اثم من باع حرا)

معذور افراد کی کفالت کا انتظام:

وہ تمام افراد جو محنت اور کسب سے عاجز ہیں مذہب اسلام نے ان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ دولت مند افراد کو تاکید احکم دیا کہ ایسے معذور و ناتواں افراد کی کفالت کا انتظام کریں چنانچہ ان معذور افراد کی دو قسم ہے۔ ایک تو وہ جو رشتہ دار ہیں اور دوسرے وہ جو رشتہ دار نہیں بلکہ عام لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اللہ تعالیٰ عدل اور بھلائی اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ (النحل:۹۰) نبی ﷺ کا فرمان ہے جس کو پسند ہو کہ اس کی روزی اور عمر میں اضافہ کیا جائے چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری کتاب الادب) رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی یہ ہے کہ اگر وہ کمزور ہوں اور محنت و مزدوری سے عاجز ہوں تو ان کی کفالت کی جائے ان کا مادی اور معنوی تعاون کیا جائے اور معذوروں کو سہارا دیا جائے ان کی رہائش اور خرچ وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ رشتے داروں کے بارے میں جو احکامات ہیں اگر مسلمان صحیح معنوں میں ان پر عمل کریں تو معاشرہ سے غربت ختم ہو سکتی ہے اس لئے کہ ہر خاندان میں جتنے بھی یتیم بیوائیں معذور بیمار قسم کے افراد ہوتے ہیں وہ خاندان کے دوسرے افراد کے علم میں ہوتے ہیں اگر سب اپنے خاندان کے مذکورہ قسم کے افراد کی خبر گری اور ان کی کفالت کریں تو ہر ایک ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ (زکوٰۃ اور عشر کے مسائل۔ص ۷۰)

جو معذور افراد رشتے دار نہیں ہیں ان کی کفالت کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔

زکوٰۃ کے مال سے کفالت کرنا:

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے، جو مالداروں سے لیا جاتا ہے اور مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (توبہ:۶۰) صدقے صرف فقیروں کے لئے مسکینوں کے لئے اور اس کے وصول کرنے والوں کے لئے اور تالیف قلب کے لئے اور گردن چھوڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا اتنا جامع اور اکمل اصول ہے کہ دنیا کا کوئی قانون اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اسلام نے زکوٰۃ کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس سے غرباء ومساکین اور محتاجوں کی امداد ہوتی ہے۔
زکوٰۃ کی صحیح تقسیم بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہے عموماً لوگ کسی خاص موقع پر زکوٰۃ کی کچھ رقم مختلف فقراء اور مساکین میں تقسیم کردیتے ہیں یہ رویہ غیر مناسب اور غربت میں مزید اضافہ کرنے والا ہے۔زکوٰۃ کی درست تقسیم کا طریقہ ہے کہ بیت المال کا نظام قائم کیا جائے لوگ زکوٰۃ کی رقم ایک جگہ جمع کریں اور تحقیق کے بعد ضرورت مندوں کو ضروریات کے مطابق دیں۔عہد رسالت میں یہی طریقہ رائج تھا آپ کے بعد خلفائے راشدین اوران کے بعد دیگر خلفاء نے اس طریقے (بیت المال) کو جاری رکھا لیکن افسوس کہ بعد کے لوگ اس نظام کی اہمیت سے یکسر غافل ہوگئے آج جبکہ غربت ونا داری کا گراف بڑھ رہا ہے گداگری ناسور کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ضرورت ہے کہ مختلف مذہبی جماعتیں اور دینی ادارے آگے آئیں اور اس نظام کو قائم کریں۔مساجد کے ذمہ داران بھی اپنے طور پر اس نظام کو قائم کرسکتے ہیں۔ ہرسال اربوں کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے لیکن بدنظمی کی وجہ سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہورہا ہے۔
مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں کہ ’’تم جانتے ہو کہ اجتماعی طور سے خرچ کرنے میں اسلامی احکام کی بجا آوری کے علاوہ کیا فوائد ہیں؟میں بالکل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان اسلام کے اصولوں کی پابندی نہ کریں اور صرف زکوٰۃ ہی کے اصول پر پابند رہیں جب بھی ان کی حالت جلد بدل سکتی ہے۔اگر تم نے زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور سے خرچ کرنے کا فیصلہ کرلیا تو یقین جانو کہ چوبیس گھنٹہ کے اندر تمہاری حالت کیا سے کیا ہوسکتی ہے۔
مزید لکھتے ہیں کہ ’’تم سے آج پھر تاکید کرتا ہوں کہ اپنے اعمال میں اجتماعیت کی صورت پیدا کرو،اٹھو اور ہر ہر قصبہ اور محلّہ میں سے کم ازکم پانچ آدمیوں کی ایک جماعت بنالو جو زکوٰۃ کی تحصیل وتنظیم کرے اور اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ صرف کرے،تم دیکھو کہ بہت جلد پورا محلّہ بلکہ پورا شہر تمہاری کمیٹی کا ممبر بن جائے گا اور ایک قابل تقلید نمونہ بن جائے گا جس پر عامل ہوکر خیر وبرکت کے متلاشی اپنی سعادتوں اور گم شدہ متاع دولت وحشمت ڈھونڈیں گے۔
(ترجمان:۲۴؍رمضان ۱۴۱۱ھ)
مختلف گناہوں کے کفارات کے ذریعہ بھی معذور وناتواں افراد کی کفالت ہوسکتی ہے جیسے......

قسم کا کفارہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ (المائدہ:۸۹) اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلا دینا اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو ان کو کپڑا پہنا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔

ظہار کا کفارہ:

ظہار کا مطلب ہے کہ بیوی کو یہ کہہ دینا "انتِ علی کظھر امی "تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ کا تذکرہ کیا ہے وہ ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینہ لگاتار روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔
وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِيناً ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (مجادلہ:۳-۴)

روزے کا فدیہ:

اس سے بھی معذور وناتواں افراد کی کفالت کی جاسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ اوراس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔(بقرہ:۱۸۴)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عمر دراز مرد وعورت ہیں جو بڑھاپے یا کسی بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیں۔

مختلف ذبیحوں اور کھانوں سے بھی ان کی کفالت ہوسکتی ہے۔مثلاً قربانی جس میں غریبوں کا بھی حق ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج:۳۶) اسے خود بھی کھاؤ اور سوال سے رکنے اور سوال کرنے والے سب کو کھلاؤ۔ عقیقہ جو ساتویں دن مولود کی طرف سے کیا جاتا ہے اس میں بھی غریبوں کا حق ہے چنانچہ نبی ﷺ نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ اس کے سر کے بال کو حلق کردو اسی بال کے بقدر چاندی مسکینوں میں صدقہ کرو۔(مسند احمد)

عام صدقات کے ذریعہ بھی معذروں کو کفالت کی جاسکتی ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے نفلی صدقات کی طرف کثرت سے ترغیب دی ہے۔آپ کا ارشاد ہے: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ صدقہ ہی قبول کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر وہ اسے صاحب صدقہ کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بچھڑے کو پالتا اور بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے مثل ہوجاتا ہے۔(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: صدقے نے کبھی مال نہیں گھٹایا۔(مسلم کتاب البر والصلہ)

مذہب اسلام نے با اختیار طبقہ کو تاکید احکم دیا ہے کہ وہ اپنے حدود میں غریبوں، مسکینوں ودیگر معذور افراد کی کفالت کریں۔اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو عنداللہ مجرم ہوں گے اور قیامت کے دن ان سے باز پرس ہوگی۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔حاکم وقت ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (بخاری باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن) غربت اور گداگری کے خاتمہ کے لئے دین اسلام نے یہ سنہرے اصول دیئے ہیں۔چنانچہ جن لوگوں نے ان اصول اور ضابطوں کو اپنایا ان کا سماج ومعاشرہ غربت وفاقہ کشی سے دور رہا اور ایسے ادوار کو تاریخ فخر سے بیان کرتی ہے۔ایسے ہی مثالی دور کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں جن کے ایام خلافت میں لوگ اپنا مال لے کر غریبوں کو دینے کے لئے باہر نکلتے تھے لیکن دور دور تک فقراء ومساکین کا نام ونشان نہ ہوتا۔آج سماج میں غریبی کا گراف بڑھتا جارہا ہے، دور دراز کے گاؤں اور دیہاتوں میں لوگ محتاجگی اور فاقہ کشی کے شکار ہیں۔ضرورت ہے مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کیا جائے تاکہ مسلم معاشرہ خوشحال اور بہتر زندگی بسر کرسکے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔آمین

☆☆☆

گوشۂ خواتین

بیٹی رحمت یا زحمت

ابوعطیہ سنابلی

انسانوں نے ہمیشہ صنف نازک پر ظلم کیا ہے، یہودیت نے عورت کو گناہ کی ماں اور ساری خرابیوں کی جڑ قرار دیا ہے، عیسائیوں نے اسے انسان سمجھنے سے ہی انکار کردیا، ہندومت میں بچی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا، شادی کے بعد بدقسمتی سے اگر اس کا شوہر مرجاتا تو اس کے لئے دوراہوں میں سے کسی کو ایک اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ یا تو وہ موت سے بدتر زندگی کا انتخاب کرے یا شوہر کی چتا کے ساتھ جل کر راکھ ہوجائے۔ غرض یہ ہے کہ تمام اقوام وملل اور ادیان ومذاہب میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا، وہ تمام خباثتوں اور برائیوں کی جڑ تھی، خود عربوں میں بھی بچیوں کی ولادت کو حقیر اور ذلت آمیز تصور کیا جاتا تھا، چنانچہ قرآن نے اس حقیقت کی وضاحت یوں کی ہے: ﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (النحل: ۵۸-۵۹) ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ (مارے غم اور افسوس) کے سیاہ ہوجاتا ہے اور دل میں وہ گھٹ رہا ہوتا ہے۔ وہ اس خبر کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ اس ذلت کو برداشت کرے یا اس کو مٹی میں دبادے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانے جاہلیت میں عورت جب حاملہ ہوتی تو اس کے لئے ایک گڈھا کھود دیا جاتا، جب اس کو دردزہ شروع ہوتا تو وہ ولادت کے وقت گڈھے کے قریب جا بیٹھتی، اگر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو گڈھے میں پھینک کر پاٹ دیتی اور اگر لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو پرورش کیلئے روک لیتی۔ (تفسیر قرطبی)

لڑکیوں کی پیدائش کو وہ اس قدر باعث ذلت سمجھتے تھے کہ بلاخوف وخطر اپنی ہی بچیوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ درگور کرڈالتے، لیکن اسلام نے آتے ہی ان کے اس رویے کی سخت مذمت کی، اور بچیوں کو اس طرح زندہ درگور کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ اگر کسی نے اس برے کام کا ارتکاب کیا تو اسے اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑیگا۔ ﴿وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر: ۸-۹) ترجمہ: اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی؟

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال وافعال سے بچیوں کی قدر ومنزلت واضح کیا اور جاہلیت کے اس قبیح حرکت پر نکیر کی۔ چنانچہ ابوقتادہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو بعض اوقات صلاۃ ادا کرتے وقت اٹھائے ہوئے ہوتے اور ابوالعاص بن ربیعہ کی روایت میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔ (بخاری مع الفتح کتاب الصلوۃ باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ فی الصلاۃ)

اہل عرب لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، نبی ﷺ نے نواسی کو دوران صلاۃ کندھے پر اٹھا کر بیٹیوں کی قدر ومنزلت کو واضح کیا اس سلسلے میں علامہ الفا کہانی رقمطراز ہیں کہ دوران صلاۃ امامہ کو اٹھانے کی حکمت شاید یہ تھی کہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے عربوں کی بیٹیوں سے نفرت اوران کو زحمت سمجھنے کا رد فرمایا۔ اور دوران صلاۃ نواسی کو اٹھا کر ان کے طرز عمل کی شدید مخالفت کی اور بسا اوقات عمل کے ساتھ بیان الفاظ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱/۶۵۷)

بچیوں سے آپ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے "کان النبی ﷺ اذا رجع من غزو او سفر بدأ بالمسجد ثم یأتی فاطمة رضی الله عنها" (مسند احمد بن حنبل) ترجمہ: نبی ﷺ جب بھی کسی سفر یا غزوہ سے واپس ہوتے تو پہلے مسجد کا رخ کرتے پھر اپنی لخت جگر فاطمہؓ کے گھر آتے۔ گویا نبی ﷺ کو رب کائنات کے بعد سب سے زیادہ بیٹی کی یاد آتی تھی۔

بچیوں کی تعلیم وتربیت کی فضیلت:

اسلام کی ان روشن تعلیمات کے باوجود آج بہت سے مسلم گھرانے اسی جاہلیت اولیٰ کی برائیوں کے شکار ہیں جہاں بچیوں کی ولادت کو اپنے لئے باعث ننگ وعار تصور کیا جاتا تھا، آپ ان گھرانوں کو دیکھیں جہاں چند یا لگا تار بیٹیاں پیدا ہو جاتی ہیں وہ گھرانے لڑکوں کے لئے ترستے ہیں، انہیں لڑکیوں کی پیدائش پر شرم آتی ہے، اخبارات میں اس طرح کی خبریں بارہا پڑھنے کو ملتی ہیں کہ فلاں عورت نے محض اس لئے خودکشی کر لی کہ اس کو لگا تار بچیاں ہی پیدا ہوئی تھیں جس کے نتیجہ میں اس کا شوہر اسے کوستا تھا اہل خانہ اس کو پریشان کرتے تھے۔ اور کتنی مائیں ایسی ہیں کہ ان تمام تلخیوں سے بچنے کے لئے الٹرا ساؤنڈ کراتی ہیں اور جب انکشاف ہوتا ہے کہ جنم لینے والا بچہ نہیں بلکہ بچی ہے تو حمل ہی کو ساقط کرا دیتی ہیں جب کہ ان کو نہیں معلوم بچہ اور بچی دونوں اللہ کی نعمت ہیں، ان کا دینا صرف اللہ کا کام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا ﴾ (سورہ شوریٰ: ۴۹-۵۰) ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔

اور ایسا بھی نہیں کہ جس کے پاس لڑکا ہو وہی ترقی کر سکتا ہے اور جس کے پاس لڑکیاں ہوں وہ ترقی نہیں کر سکتا، حقیقت تو یہ ہے کہ جس گھر میں صرف لڑکیاں ہی جنم لیں اور والدین ان کی بہترین ڈھنگ سے تربیت کریں تو یہی لڑکیاں والدین کے دنیوی واخروی سعادت کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکیاں اپنے والدین کی لڑکوں سے زیادہ آرام کا خیال رکھتی ہیں۔ چاہے شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد۔ یہ لڑکی والوں کے ساتھ اللہ کا بہت بڑا کرم ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو لڑکیاں ہمراہ لئے ہوئے میرے پاس آئی، اس نے کچھ کھانے کو مانگا، میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی، اس عورت نے کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ بھی نہ چکھا۔ یہ واقعہ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کو سنایا، تو آپ نے فرمایا: جو شخص لڑکیوں کے معاملے میں آزمایا جائے

یعنی اس کے یہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوں، پھر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے تو یہی لڑکیاں قیامت کے دن اس کے لئے آگ کے شعلوں سے آڑ بن جائیں گی۔ (بخاری ومسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "من عال جاريتين حتى تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو كهاتين وضم بين اصابعه" (مسلم، کتاب البر والصلة) ترجمہ: جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔ آپ نے انگشت شہادت اور دوسری انگلی ملا کر دکھائی۔ اس مفہوم کی متعدد احادیث ہیں جن میں لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہ لڑکیاں دوزخ کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ثابت ہوں گی اس لئے ان کی پیدائش پرناگواری کا اظہار کرنا یا ان کی تعلیم وتربیت میں کسی قسم کی تفریق کرنا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

بچیوں کا حق مارنا:

انسانی معاشرے میں کمزور طبقات پر تو ظلم ہی کیا جاتا ہے بالخصوص لڑکیوں کے ساتھ کہ انہیں جائیداد میں ان کے حق سے بھی محروم کردیا جاتا ہے، افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس اہم نقطہ کو نہیں سمجھتے۔ اور بلاوجہ بچیوں کے حقوق غصب کرکے اپنے لئے دار آخرت کو باعث ایذا اور خسران مبین کا مستحق بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿تِلْکَ حُدُودُ اللّٰهِ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (النساء: ۱۳-۱۴) ترجمہ: یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہے گا، اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس کے برعکس جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

یہ بڑی خوفناک آیت ہے، اس میں ان لوگوں کو دھمکیاں دی گئی ہیں جو اللہ کے مقرر کردہ قانون وراثت کو تبدیل کرتے ہیں۔ افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو اس قدر سخت وعید کے ہوتے ہوئے بھی بالکل یہودیوں کی سی جسارت کے ساتھ اللہ کے مختص قانون کو بدلتے ہیں۔ ایسے کتنے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ کہیں مستقل طور پر بچیوں کو میراث سے محروم کردیا گیا، کہیں صرف بڑے بیٹے کو میراث کا مستحق ٹھہرایا گیا، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بچیوں اور یتیموں کا حق غصب کرنے اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے سے ڈرایا ہے۔ آپ کا فرمان ہے: "اللهم انی احرج حق الضعيفين اليتيم والمرأة" (ابن ماجہ، کتاب الادب، حسنہ الالبانی) ترجمہ: اے اللہ! میں لوگوں کو دو کمزوروں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ اس میں کوتاہی مت کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت۔

موضوع کے تعلق سے راقم الحروف نے جن آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ کا تذکرہ کیا ہے اس کی اتباع وپیروی میں اس دنیا میں بھی امن وسکون کی ضمانت ہے اور آخرت میں کامیابی کی نوید ومژدہ اسی میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب وسنت کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

گوشۂ اطفال

کافر ماں اور مسلمان بیٹی

عبدالمالک مجاہد

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئی تھیں لیکن ان کی ماں غیر مسلم تھی۔ بیٹی ہونے کے ناطے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو اس بات کا بے حد ملال تھا کہ ان کی ماں کافرہ اور مشرکہ ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کافر اور مشرک پر ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ واجب کردی ہے۔ ایسی صورت میں ایک بیٹی کا اپنی ماں کے لئے تڑپنا اور بے قرار رہنا ایک فطری عمل تھا۔ چنانچہ وہ اپنی ماں کو گاہے بگاہے اسلام اور اسلامی تعلیمات کے متعلق بتاتی رہتی تھیں تا کہ ماں کا دل اسلام کی طرف مائل ہو جائے اور وہ اسلام میں داخل ہو جائے مگر ان کی ماں اپنے کفر اور شرک پر مصر رہی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتی رہی۔ اس بات پر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا انتہائی رنجیدہ رہیں۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ چلی آئیں، ان کی ماں مشرکین کے ساتھ مکہ ہی میں رہ گئی۔

رسول اکرم ﷺ اور کفار قریش کے درمیان جب معاہدہ ہوا کہ مکہ کے لوگ مدینہ اور مدینہ کے لوگ مکہ بلا خوف وخطر آجاسکتے ہیں۔ ،مسلمان یا کافر ایک دوسرے کو تنگ نہیں کریں گے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ مدینہ منورہ آئیں۔ وہ بیٹی کی محبت میں مکہ سے چل کر مدینہ پہنچی تھیں۔ ماں کو دیکھ کر بیٹی کی رگوں میں محبت کی بجلیاں کوندنے لگیں مگر وہ تذبذب کا شکار تھیں کہ آیا از روئے دین حنیف کافر والدین کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا معاملہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میری ماں مکہ سے چل کر میرے پاس مدینہ آئی ہے۔ وہ مجھ سے صلہ رحمی کی توقع رکھتی ہے۔ وہ اب تک حالت شرک میں ہے، مسلمان نہیں ہوئی۔ کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں؟

نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: نعم، صلیھا ''ہاں ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری ومسلم)

اندازہ کریں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو کیا جواب دیا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ چونکہ کافر مرد اور عورت دونوں ہی اس روئے زمین پر اللہ اور اسکے دین کے دشمن اور نجس ہیں، ان کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت مت دو۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا نرم برتاؤ مت کرو بلکہ آپ ﷺ نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو مشرک اور کافر ماں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعے سے اسلام کی آفاقیت اور حقانیت کا پتہ چلتا ہے کہ کافر والدین کو بھی اسلام نے کتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس میں یہ تعلیم ہے کہ جب کافر ماں باپ کے لئے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا یہ حکم ہے تو پھر مسلم والدین کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا حکم کس قدر زبردست اہمیت کا حامل ہوگا۔ ہر مسلمان کو اپنے ماں باپ کی زیادہ سے زیادہ عزت اور خدمت کرنی چاہئے۔

☆☆☆

فقہ وفتاویٰ

انشورنس کی شرعی حیثیت

سوال: انشورنس کرانا کیسا ہے؟ جب کہ اختتام میعاد پر مقررہ رقم سے جو کچھ زائد ملتا ہے وہ عام سود کے طور پر مقرر نہیں جوڑا جاتا بلکہ بیمہ کی رقم تجارت میں لگا کر سالانہ نفع اور نقصان کا لحاظ کر کے فیصدی پر رکھا جاتا ہے، کسی سال رقم منافع میں آتی ہے دوسرے سال کچھ اور، علمائے کرام اس بارے میں مختلف الرائے ہیں، صحیح جواب تحریر کریں۔

جواب: میرے نزدیک ان لوگوں کا قول صحیح ہے جو زندگی کا بیمہ کرانے کو ناجائز کہتے ہیں اور وہ لوگ غلطی پر ہیں جنہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

انسان یا جانور کی زندگی یا جائیداد کے بیمہ کرنے کی حقیقت پر غور کیا جائے تو سوال کا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کہ انشورنس کرانے کو جائز بتانا سود کو یا قمار کو حلال کرنا ہے بیمہ کمپنیوں کا اصول ہے کہ زندگی کا بیمہ کرانے والا یا بیمہ کرایا ہوا جانور بیمہ کی معینہ مدت سے قبل مرجائے یا بیمہ کرائی ہوئی جائیداد کسی ناگہانی آفت سے مقررہ مدت کے اندر ضائع ہوجائے تو بیمہ کی پوری مقررہ رقم اس کے ورثاء کو یا جائیداد اور جانور کے مالک کو مل جاتی ہے اور اگر بیمہ کرانے والا یا جانور اور جائیداد مقررہ مدت تک زندہ اور محفوظ رہے تو کل جمع کردہ رقم مع سود کے بیمہ کرانے والے کو یا جانور اور جائیداد کے مالک کو ملتی ہے اور اگر کچھ رقم جمع کرنے کے بعد بیمہ کرانے والا مسلسل دو سال تک مقررہ قسطیں ادا کرنے سے قصداً انکار کردے یا مجبوراً ادا نہ کرسکے تو یہ بیمہ کمپنی ادا شدہ قسطوں کو ضبط کرلیتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مقررہ مدت کے اندر مرجانے یا بیمہ کردہ چیز کے تلف ہوجانے کی صورت اور اسی طرح مقررہ مدت تک زندہ اور محفوظ رہنے کی صورت میں بیمہ کمپنیاں بیمہ کرانے والوں کو یا ان کے ورثہ کو ان کی جمع کردہ رقم سے جو کچھ فائدہ دیتی ہیں اس کی حیثیت اور نوعیت کیا ہے اور وہ کہاں سے آتا ہے؟

ظاہر ہے کہ وہ صدقہ وخیرات یا تحفہ وہدیہ تو ہے نہیں اور نہ ہی قرض ہے، پھر دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ بیمہ کمپنی جمع شدہ روپیہ دوسروں کو سود پر دیتی ہو اور اس میں سے ایک معین حصہ بیمہ کرانے والوں کو بانٹ دیتی ہو جیسا کہ عام بینکوں کا طریقہ ہے یا یہ کہ بیمہ کمپنی خود ہی اس روپیہ سے تجارت کرے اور اسکے منافع

عظمتِ صحابہ قرآن کی روشنی میں

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبہ:۱۰۰)

سے ایک معین اور طے شدہ منافع ادا کرے اور اسی کا نام سود ہے۔

اور یہ خیال و توجیہ کہ بیمہ کرانے والے اس تجارت میں شریک یا رب المال اور مضارب کی حیثیت رکھتے ہیں اور بیمہ کمپنی عامل و مضارب (بفتح الراء) کی حیثیت رکھتی ہے پس زائد رقم اس حیثیت سے بیمہ کرانے والوں کے لئے حلال وطیب ہوگی، غلط اور باطل ہے، اس لئے کہ اگر یہ صورت حال ہو تو ان شرکاء یا ارباب اموال (بیمہ کرانے والوں کو) ایک طے شدہ رقم نہیں ملنی چاہئے بلکہ کمی اور بیشی کے ساتھ نفع اور نقصان دونوں میں شریک رہنا چاہئے اور یہاں ایک طے شدہ متعین ہی نفع (زائد رقم) ملتا ہے۔ اور سوال میں ذکر کردہ صورت یا توجیہ بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ بیمہ کمپنیاں عام طور پر اصل رقم سے جو کچھ زائد دیتی ہیں اس کی شرح اور مقدار پہلے ہی سے متعین کر دیتی ہے اور اگر کوئی کمپنی اس کو اصولاً متعین نہ کرتی ہو بلکہ زائد رقم کو سالانہ نفع اور نقصان کا لحاظ کر کے فی صد پر رکھتی ہو تب بھی یہ طریقہ وجہ جواز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کاروبار میں نقصان کا سوال ہی نہیں آنے دیا جاتا ونیز بیمہ کمپنیوں کے متفقہ اصولوں میں سے بعض ایسے اصول بھی ہیں جن کی وجہ سے یہ سارا کاروبار اور ڈھانچہ ہی شرعاً ناجائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ پہلے بیمہ کرانے والوں کو بعد کے بیمہ کرانے والوں کا روپیہ دیا جاتا ہو لیکن اس طرح ایک کی رقم دوسرے کو دے دینے کا حق تو شرعاً کسی کو بھی نہیں ہے ایسی صورت میں جواز کا فتویٰ دینا سود یا قمار کا فتویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔

اور کچھ رقم جمع کرنے کے بعد بقیہ اقساط کے قصداً یا مجبوراً ادا نہ کرنے کی صورت میں ادا شدہ قسطوں کا ضبط کر لینا کس شرعی ضابطہ کی رو سے جائز ہے؟ یہ اکل مال بالباطل نہیں تو اور کیا ہے ونیز بیمہ کرانے والوں کے لئے ایسے کاروبار کرنے والوں کو روپیہ دینا جو بغیر کسی شرعی سبب کے ان کی رقم ایک غلط اصول کی رو سے ہضم کر لیں کہاں سے شرعاً جائز ہے؟

بہر حال انشورنس کا کاروبار شرعاً ناجائز ہے، یورپ کے نظام سرمایہ داری کا ایک طبعی تقاضہ ہے اور اس کا تصور بھی اسلامیت سے سخت بعید ہے، پس زندگی وغیرہ کا بیمہ کرانا کیونکر ناجائز نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(ماخوذ از فتاویٰ ثنائیہ)

گوشہ طب

حمیٰ اجامیہ

MALARIA

پروفیسر ڈاکٹر عبدالمبین خان۔سابق پرنسپل طبیہ کالج ورسوا،ممبئی

مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۲۰۱۲ء بمقام آفس صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں عالی جناب مولانا عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ امیر جمعیت اہلحدیث ممبئی ومولانا حمید اللہ سلفی حفظہ اللہ ناظم جمعیت اہل حدیث ممبئی کی تحریک پر مجلس عاملہ نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ لیا کہ جمعیت اہلحدیث ممبئی کا اپنا رسالہ مسمی ''الجماعۃ'' مستقل جاری کیا جائے جس کا اجراء ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کے ہاتھوں ایک عرصہ پہلے ہو چکا تھا ساتھ ہی مجلس عاملہ میں اس رسالے میں طبی صفحہ کے لئے مستقل مضامین لکھنے کی ذمہ داری احقر کو دی گئی۔ جیسا کہ آپ بھی حضرات بخوبی واقف ہیں کہ وبائی بیماریاں پورے ملک میں نہ صرف تیزی سے پھیل رہی ہیں بلکہ جان لیوا ثابت ہو رہی ہیں لہٰذا میری یہ کوشش ہوگی کہ وبائی بیماریوں کا احاطہ کروں اور ان کے حفظ ماتقدم، اسباب علامات وعلاج پر روشنی ڈال سکوں۔ اس ضمن میں اس افتتاحی شمارے میں کثرت سے پھیلنے والی بیماری ''ملیریا'' پر مفصل معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس سے بھرپور استفادہ کریں گے اور اپنی آراء سے بھی نوازیں گے۔

تعریف Definition

حمیٰ اجامیہ یا ملیریا کی وجہ تسمیہ یوں ہے کہ ''حمی'' کے معنی بخار کے ہیں اور ''اجام'' کچرے کے ڈھیر کو کہتے ہیں چونکہ مچھر کوڑے کرکٹ اور کچرے کے ڈھیر میں پرورش پاتے ہیں اور انسانوں کو کاٹ کر اپنا طفیلیہ خون میں داخل کر دیتے ہیں اسی لئے اسے حمیٰ اجامیہ کا نام دیا گیا ہے۔ حمی اجامیہ میں ٹھنڈ لگ کر بخار آتا ہے۔ اسی طرح Malaria کی وجہ تسمیہ یوں ہے کہ ''Mal'' کے معنی ''بری'' اور ''Air'' کے معنی ''ہوا'' یعنی ''بری ہوا سے پیدا ہونے والا بخار''۔ یہ نام طب میں اٹلی کے باشندوں کی دین ہے۔

حمیٰ اجامیہ (ملیریا): یہ بیماری مچھر کے کاٹنے سے ایک شخص سے دوسرے شخص کو ہوتی ہے، اس بیماری کا طفیلیہ ملیریا میں مبتلا شخص سے صحت مند شخص میں مچھروں کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے۔ ساتھ ہی فقرالدم اور عظم طحال جیسے عوارض بھی لاحق ہو جاتے ہیں۔

مدت حضانت Incubation period

(دخول طفیلیہ اور ظہور عوارض کے وقفہ کو مدت حضانت کہتے ہیں)

۱۲ سے ۱۴ دن۔

اسباب: Causes

۱- Plasmodium Vivax طفیلیہ ہر دو دن میں بخار پیدا کرتا ہے اور اس کا وقفہ ۴۸ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔

۲- plasmodium falciparum یہ Malignant ہوتا ہے۔ اس سے بخار بہت تیز Hyperpyrexia ہوتا ہے۔

۳- Plasmodium Malaria طفیلیہ یہ Quartan parasite ہے۔ بخار تیسرے دن آتا ہے۔

۴۔ Plasmodium Ovale طفیلیہ اس میں بخار کم ہوتا ہے ۴۸ گھنٹہ پر ہوتا ہے۔ یہ افریقہ میں ہوتا ہے انڈیا میں نہیں ہے۔

ملیریا کے خطے Malarial Region

یہ ایک بین الاقوامی مرض ہے، نسبتاً گرم ممالک میں کثرت سے پھیلتا ہے۔ ہندوستان، پاکستان، نیپال، چین، جرمن، سیلون اور ملایا، ساترا، جاوا میں کم وبیش ہمیشہ رہتا ہے۔ ہندوستان میں، بنگال اور آسام کی طرف اس کی بہت زیادتی ہے، ہندوستان میں ملیریا کم وبیش پورے ملک میں پھیلتا ہے لیکن دنیا میں سب سے زیادہ ملیریائی خطہ افریقہ کا پچھمی ساحل ہے۔

موسم اور درجہ حرارت Weather & Temp

سب سے بڑا موسمی سبب برسات ہے، چونکہ مچھر کو بڑھنے کے لئے درجہ حرارت کی ضرورت ہے اس لئے یہ اکثر گرم مقامات میں پیدا ہوتے ہیں، ملیریا ایک حد تک موسمی مرض کہلاتا ہے۔ کیونکہ یہ عام طور پر گرمی اور برسات میں پھیلتا ہے۔

مقامی حالات: (Local Condition)

شہروں سے زیادہ دیہاتوں میں ملیریا پھیلتا ہے، برسات کا پانی جب جگہ جگہ جمع ہو جاتا ہے تو مچھر انڈے دینا شروع کرتے ہیں، مگر ان مقامات پر جہاں مچھر سال بھر رہتے ہیں اور جہاں کا درجہ حرارت ان کی پیدائش وافزائش نسل میں ممد ومعاون ہوتا ہے وہاں بارش کے پانی کا بہاؤ تیز کر کے مچھر کے انڈے بچے تباہ کر دینا چاہئے۔

تقسیم Classification

معالجاتی نقطۂ نظر سے حمیٰ اجامیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حمیٰ اجامیہ حمیدہ (Quatan Malaria) ۲۔ حمیٰ اجامیہ خبیثہ Malignant

اس کی مزید تقسیم بخار کی باری کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

حمیدہ چوتھے دن کا: چوتھے دن کا طفیلیہ انسانی جسم میں اپنا دورہ ۷۲ گھنٹے میں مکمل کرتا ہے۔ اس طرح بخار کے دو حملوں کے درمیان پورے دو دن سکون رہتا ہے۔ اس طرح بخار چوتھے دن آیا کرتا ہے۔

حمیدہ تیسرے دن کا: اس میں طفیلیہ اپنا دورہ ۴۲ گھنٹے میں پورا کر لیتا ہے، اور لرزہ کے ساتھ بخار آتا ہے اور پسینہ آکر بخار اتر جاتا ہے اس کے بعد مریض ۴۸ گھنٹے تک بخار سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر شروع ہی سے مناسب علاج نہ ہو تو یہ قسم مریض کو بہت کمزور کر دیتی ہے اس میں بخار گویا تیسرے روز آیا کرتا ہے۔

خبیثہ تیسرے دن کا: اس قسم میں بخار کسی نظام کے تحت نہیں آتا ہے اور خون کے ذرات کافی مقدار میں تباہ ہو جاتے ہیں۔ بظاہر جو مریض بہتر معلوم ہوتے ہیں ان میں بھی یکایک خراب قسم کی علامت ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس طفیلیہ کی خاص صفت یہ ہے کہ یہ اپنی کسی صورت میں بھی محیطی دوران خون میں نہیں ملتا ہے بلکہ احشاء کی عروق شعریہ میں موجود ہوتا ہے اور کسی وقت بھی دماغ، دل اور دوسرے اعضاء رئیسہ کی عروق شعریہ میں تعدیہ لاحق ہو کر خراب علامات پیدا ہو سکتی ہے۔

علامات Symptoms

کچھ تشخیصی علامات کے علاوہ ملیریا کی تمام اقسام میں چند باتیں مشترک ہیں مثلاً لرزہ دے کر بخار آنا۔ جو کہ پسینہ آکر اتر جاتا ہے۔ تدریجی فقر الدم اور دوسرے سمی علامات ملتے ہیں ملیریا کی تمام قسموں میں طفیلیات خون کے سرخ ذرّات میں ملتے ہیں۔

تحفظ Prevention

تحفظ علاج سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہ اصول ملیریا کے لئے بہت زیادہ صحیح ہے، چنانچہ اگر مچھر ختم کردیئے جائیں یا کم کردیئے جائیں تو ملیریا ختم ہوجائے گا اگر کسی شخص کو مچھر نہ کاٹ سکے تو بھی یہ مرض پھیل نہ سکے گا۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر تمام ملیریا کے مریضوں کو ٹھیک کرلیا جائے تو مزید تعدیہ کا اندیشہ نہ رہ جائے گا چنانچہ ملیریا کو روکنے کے لئے: (۱) مچھروں کو ختم کرنا۔ (۲) ایک بیمار سے دوسرے صحت مند تک طفیلیات کو پہنچنے سے پہلے روکنا۔ (۳) مریض کے خون میں طفیلیات کو تباہ کرنا ضروری ہوا کرتا ہے۔

قبل اس کے کہ مچھروں کو تباہ کرنے پر بحث کی جائے۔ ان کی عادات واطوار پر ایک نظر ڈالنی ضروری ہے۔ چنانچہ Amaculi Pennis دلدل اور ٹھہرے ہوئے پانی میں انڈے دیتا ہے جبکہ Amaculatus آب رواں میں نسل بڑھاتا ہے۔ اس لئے پہلی قسم کو ختم کرنے کے لئے گڈھوں اور دلدلوں کے پانی کو بہانا ہوگا، برخلاف اس کے یہ طریقہ دوسری قسم کی نسل کو بڑھنے میں مدد دیتا ہے اسی طرح Astaphensi گڈھوں یا اکثر کنوئیں میں انڈے دیتا ہے۔ چنانچہ اس کو روکنے کیلئے کنوئیں میں تیل وغیرہ ڈالنا چاہئے۔

مچھروں سے تحفظ: Prevention with Mosquito bites

۱- مچھروں سے محفوظ مکانات کے ذریعہ۔

۲- مچھر دانی، پنکھا، قاتل مچھر دھونیاں، خوشبودار تیل وغیرہ۔

مچھر اور اس کی نسل کو تباہ کرنا: Mosquitocides: Mosquiti Repllents, Each 100ml Contains, Cidar Oil 18ml, Cod Liver Oil, Citionella oil 42ml, Spirit of camphor q.s

مستقل تدابیر: Permanent regimen

۱- نالیوں کا انتظام۔

۲- جھیلوں اور ندیوں کے کنارے کی گھاس صاف رکھنا۔ پانی میں گھاس پھوس نہ اُگنے دینا۔

سالانہ تدابیر: Annual regimen

۱- برسات کے موسم میں ان عارضی مقامات پر جہاں پانی جمع ہوجاتا ہے وہاں D.D.T. کا یا کیروسین آئل کا چھڑکاؤ کیا جائے اور مچھروں کے انڈے وغیرہ تباہ کرکے ان کی نسل کو بڑھنے سے روکا جائے۔

مچھر کے انڈوں کو ختم کرنا:

Destruction of mosquito

اس کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کئے جائیں۔

(۱) کیمیاوی اجزاء کا استعمال۔ (۲) مچھلیاں پیدا کرنا۔ (۳) مینڈک سانپ وغیرہ کی موجودگی۔ کونین کا استعمال (علاج کے طور پر)

محفوظ مکانات:

(۱) ایسے مکانات تعمیر کئے جائیں جن کے دروازے اور کھڑکیاں چاروں طرف سے باریک لوہے کی جالی سے گھیر دیئے گئے ہوں۔ مگر یہ طریقہ کافی مہنگا ہے۔

(۲) مچھر دانی: ۱۸۲۸ء میں Anisley نے مچھر دانی کا استعمال کیا۔ مچھر دانیاں چونکہ آسانی سے ملتی ہیں۔ اس لئے ہر طبقے کا آدمی اس کا استعمال کرسکتا ہے۔ یہ آسان اور مقبول طریقہ ہے۔

(۳) پنکھوں کا استعمال: مچھروں کو بھگانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے مگر غریب طبقہ کے لئے یہ صورت ناممکن ہے۔

(۴) ایک صورت یہ بھی ہے کہ موٹے کپڑے پہن کر سویا جائے۔ مگر یہ صورت نا قابل عمل ہے۔ کیونکہ مچھروں کی کثرت عموماً گرمیوں میں ہوتی ہے اور گرمیوں میں ہی آدمی عام طور پر کھلا ہوا سوتا ہے موٹے کپڑے پہن کر سونا تکلیف دہ ہوا کرتا ہے۔

(۵) کچھ چیزوں کی خوشبو یا دھونی مچھروں کو بھگا دیتی ہے۔ مثلاً ہمارے یہاں دیہاتوں میں اکثر لوگ نیم کی خشک پتی کو جلا کر اس کے دھوئیں سے مچھروں کو بھگاتے ہیں۔ اس طرح گندھک کی دھونی اور لوبان کی دھونی بھی کارآمد ہوتی ہے۔ بعض دیہاتی گائے کے گوبر کو جلا دیتے ہیں۔ اس کے دھوئیں سے بھی مچھر بھاگ جاتے ہیں۔

(۶) کچھ خوشبودار روغنیات کو اطراف اور منہ پر اگر مالش کرایا جائے تو مچھر کاٹنے سے گریز کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دیہاتوں میں خالص سرسوں کا تیل استعمال کیا جاتا ہے۔ اور شہروں میں ایکولپٹس کا تیل سنترہ و لیموں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مچھروں کے کاٹنے سے بچنے کے لئے انگریزی ادویات بھی مستعمل ہیں۔ جن میں مائلول (Mylol) ایک بہترین دوا ہے OdomosCream اسی کا مرکب ہے۔ لیکن براہِ راست اس کو آنکھ پر نہیں لگانا چاہیے۔ اس طرح کچھ رنگ بھی ایسے ہیں جن کی طرف مچھر بہت مائل ہوتے ہیں۔ مثلاً شوخ سیاہی مائل شوخ سرخی بھورا اور سیاہ۔

بالغ مچھروں اور ان کے انڈوں کو تباہ کرنا: سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان مقامات کو صاف کر دیا جائے۔ برسات میں پرانے ڈبے بوتل وغیرہ سے بھر جاتے ہیں۔ انھیں بھی فوراً خالی کر دیا جائے تالاب کے کنارے پر کنکر یٹ بچھا دی جائے یا اتھلے کناروں کو گہرا کر دیا جائے تاکہ پودے نہ اگ سکیں۔ تالابوں میں تیل چھڑک دیا جائے یا اس میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پالی جائیں۔ جو مچھروں کے لاروے کھا جاتی ہیں اور اس طرح مچھر کم ہو جاتے ہیں جب بھی ممکن ہو تالابوں اور جھیلوں کا پانی کاٹ کر بہا دیا جائے یا کسی ندی سے ملا دیا جائے دیہاتوں میں مکان بنانے کے لئے مٹی نکالی جاتی ہے اور اس سے جو گڈھا بن جاتا ہے اس میں بھی پانی اکٹھا ہو کر مچھروں کی پیدائش میں معاونت کرتا ہے۔ ایسے گڈھے کو بھر دیا جائے اگر جمع شدہ پانی کے بہاؤ کا کوئی مستقل انتظام نہ قائم رہ سکے تو پھر سالانہ صفائی بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر خدمات مچھروں کے عملہ (Mosquito,Brigade) سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

Mosquito Brigade:

اس کی ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں ۔

(۱) ہفتہ میں ایک بار پابندی کے ساتھ ہر مکان کے قرب و جوار کا معائنہ کرنا اور جمع شدہ پانی کو ختم کرنا۔

(۲) جہاں پانی کی مقدار زیادہ ہو اور اس کا دفع کرنا عملاً ممکن نہ ہو تو اس پانی پر مٹی کے تیل کا چھڑکاؤ کرنا۔

(۳) تمام پرانے ڈبے، گھڑے، بوتل وغیرہ پانی سے خالی کرا دیئے جائیں۔

(۴) تمام لوگوں کو مچھروں کا لاروا دکھایا جائے اور انھیں تباہ

کرنے کا ڈھنگ بتایا جائے۔

(۵) برسات میں جمع شدہ پانی کو جلد از جلد دفع کرنے کی ہدایت دی جائے۔

(۶) گندھک کی دھونی دے کر ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ کر کے بالغ مچھروں کو تباہ کر دیا جائے۔

مچھروں کے لاروا تباہ کرنا

Destruction of Mosquitos Larva

پڑول یا تیل جب پانی کی سطح پر چھڑک دیئے جاتے ہیں، تو یہ لاروا تک آکسیجن کی پہنچ کو روکتے ہیں اور لاروے کے ہوائی راستوں کو مسدود کر کے ان کا دم گھونٹ دیتے ہیں۔

Anopheles کے لئے سب سے زیادہ قاتل دوا Paris green ہوتی ہے۔ یہ بہت زہریلا مادہ ہوتا ہے۔ ایک حصہ یہ زہر لیکر سو حصے غبار میں ملا کر ہوا میں اڑا دیا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں یہ غبار پانی کے سطح پر آ جاتا ہے اور تمام لاروا ختم ہو جاتے ہیں۔

مٹی کا تیل: Kerosene Oil

مٹی کا تیل بہت جلد آسانی کے ساتھ پانی کی سطح پر پھیل جاتا ہے۔ ۳۰ مربع فٹ پانی کے لئے ۱۱۲ ونس تیل استعمال ہوتا ہے۔ تیل اور پانی ملا کر اگر ڈالا جائے تو اور زیادہ پھیل جاتا ہے اور یکساں طور پر پھیلتا ہے۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ۱۵ حصہ ابلتے پانی میں ۳ حصہ صابن گھولا جاتا ہے اس کے بعد اس میں ۸۲ حصہ مٹی کا تیل شامل کر دیا جاتا ہے۔ اور دیر تک مخلوط کیا جاتا ہے۔

پانی پر اس طرح کے تیل کا چھڑکاؤ ہفتہ میں ایک بار ضرور کرانا چاہئے۔ پڑول یا تیل کے استعمال سے پانی پینے یا گھریلو استعمال کے لائق نہیں رہتا ہے۔ اس کے استعمال سے چھوٹی مچھلیاں تباہ ہو سکتی ہیں اور گاؤں کے ان پوکھروں میں اس کا چھڑکاؤ جہاں جانور پانی پیتے ہیں، نقصاندہ ہے۔

D.D.T(Diphenyl Trichloroethane)

آج کل مچھروں کو مارنے کے لئے جو چیز سب سے زیادہ مستعمل ہے وہ D.D.T ہے اس کا چھڑکاؤ مخصوص پریشر پمپ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ میونسپلٹی کی طرف سے ایک عملہ اس دوا کے چھڑکاؤ کے لئے مقرر ہے جو کچھ وقفہ کے بعد مچھروں کو مارنے کے لئے اس کا چھڑکاؤ کرتا ہے۔ دوا زہریلی ہوتی ہے اور پانی میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس سے مر سکتی ہیں۔

مچھلیاں Fishes

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ چھوٹی مچھلیاں جن مقامات پر رہتی ہیں۔ مچھروں کے لاروا کھا جاتی ہیں اور مچھروں کی نسل اس خطے میں کم ہو جاتی ہے چنانچہ Hoplocilus نامی مچھلی اس مقصد کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔ یہ مچھلی اتھلے پانی میں اچھی طرح رہتی ہیں اور تالاب کے کنارے اگتی ہوئی گھاس میں انڈے دیتی ہے۔

علاج Treatment

Non.falciparum malaria:

(1)Tab. Chloroqunie Sulphate or pnosphate each table (150mg base)

Day.1. 10mg/kg/ state, then 5mg/kg/ after 6 hrs. Days 2,3 5mg/kg/

Mefloquine15.25mg/kg single dose on day 3

halofantrine 8mg/kg 6h for 3 doses (usual adult dose.Two 250 tabs.x3) Repeat afterone wk in nonimmune patients.

severe falciparum malaria:

(a) Hospitalization in ICU

b)Maintaint fluide balance in comatose patient

c)Estimation of blood glucose, arterial blood gases.

d)Cross matching and coa gulation studies.

i)Quinine dihydrochloride (with ECG monitoring) 10mg salt/kg (equivalent to 8.3kg base) infused slowly over 4 hrs. until parasites cleared then doxycycline or clindamycine when oral intake possible.

نوٹ: اگر P.Ovale اور P.Vivax کے ذریعے حملہ ہوتا ہے تو Non.falciparum malaria کا علاج کریں۔

Primaquine کے مضر اثرات:

ا۔ G6P D خامرے کی مقدار کو کم کرتا ہے۔ اسی لئے ایسے مریضوں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے جن میں پہلے سے ہیموگلوبین اور G6P D خامرے کی کمی ہو۔

☆☆☆

5mg/kg/dayx2day

(2)Primaquine 15mg/dayx 14days or 45mg/wk x 6 wks.

Falciparum malaria:

(1)Quinine Sulphate 10mg/kg.Adult does 30mg tabs., 2 tabs tds until parasite clearance for 24 hrs.

(2)Followed by Doxycyclone (only in adults)200mg loading, then 100mg/dailyx6 days.

(3)Pyremethamine 1.5mg/kg Sulphadoxin 30mg/kg single does.3 tabs.x 500mg Sulphadoxin and 25mg Pyremethamine daily.

or Clindamycin 10mg/kg bd x 7 days. in Quinine resistance and Mild F. Parum case.

Mefloquine 15mg/kg, repeated after 6hrs (usual adult dose 3 250mg tabs, then 3 tabs after 6 hrs.Atovaquone. proguanil (Malarone)Adult dose 4 tabs/day x 3 days (each tab.contains250mg atovaquone +100mg proguanil)

Artesunate/mefloquine 4mg/kg (artemisining 10mg/kg)daily x 3 days+

جماعتی سرگرمیاں

● دفتر صوبائی جمعیت

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اور اس کی ضلعی ومقامی جمعیت کی جانب سے شہر ممبئی اور مضافات میں مختلف دعوتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں جن میں جماعت کے علماء، اعیان اور اسی طرح عوام الناس کی ایک بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔ ذیل میں مختلف جمعیتوں کی زیر نگرانی منعقد ہونے والے پروگرام کی تفصیل درج ہے۔ (ادارہ)

پائپ روڈ کرلا:

دوروزہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس اختتام پذیر

۳۱/دسمبر اور یکم جنوری ۲۰۱۲ء پائپ روڈ کرلا ویسٹ ممبئی میں مسجد اہل حدیث فیت والا کمپاؤنڈ کے زیر اہتمام دوروزہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے دونوں دن سامعین ہزاروں کی تعداد میں شریک رہے۔ لوگوں کی سہولت کی خاطر ٹی وی اسکرین کا بھی استعمال کیا گیا۔ بعد نماز مغرب تا ۱۰/ بجے رات یہ کانفرنس جاری رہی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا بعدہ شیخ ثناء اللہ مدنی /حفظہ اللہ نے عظمت قرآن کے موضوع پر پرمغز خطاب کیا۔ بنگلور سے تشریف لائے ہوئے مہمان اور جامعہ محمدیہ بنگلور کے استاد مولانا عبدالحسیب مدنی /حفظہ اللہ نے پرمغز خطاب کیا۔ اس کے بعد جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے استاد اور مشہور ومعروف داعی اسلام مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی /حفظہ اللہ نے عظمت رسول ﷺ کے عنوان سے سامعین کو خطاب کیا۔ دوسرے روز کانفرنس اپنے وقت پر شروع ہوئی جس میں مہمان مقرر مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی /حفظہ اللہ نے اتباع رسول ﷺ کے موضوع پر سامعین کو خطاب کیا بعدہ مولانا جرجیس سراجی /حفظہ اللہ نے دعوت توحید کے موضوع پر خطاب کیا۔

نئے میلادی سال کی آمد پر ایک طرف جہاں اہل ممبئی ساحل سمندر پر آتش بازی اور لہولعب پر مشغول تھے وہیں اس کانفرنس کے ذریعے دنیا کو یہ پیغام دیا جارہا تھا کہ سیرت طیبہ اپنائے بغیر کامیابی ممکن نہیں اس عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر علاقہ کے تمام جماعتی احباب مبارکبادی کے مستحق ہیں۔

اس کانفرنس کی دونوں نشستوں میں نظامت کا فریضہ مولانا انصار زبیر محمدی /حفظہ اللہ نے انجام دیا۔

ونی پرار رائے گڈھ، کوکن:

مقامی جمعیت اہل حدیث ونی پرار ضلع رائے گڈھ کوکن کے زیر اہتمام ایک ماہانہ اجتماع بتاریخ ۲۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عصر تا دس بجے شب زیر صدارت مولانا سعید احمد

بستوی رحفظہ اللہ (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) منعقد ہوا، اجتماع کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اجلاس کے پہلے خطیب مولانا عبدالمعید مدنی رحفظہ اللہ (امام وخطیب جامع مسجد مہلسہ رائے گڈھ کوکن) تھے آپ نے خواتین اسلام ماضی اور حال کے آئینے میں سامعین کو خطاب کیا۔اس اجلاس کے صدر مولانا سعید احمد بستوی رحفظہ اللہ نے حقوق العباد کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔اجتماع کے آخری خطیب مولانا اشفاق احمد سنابلی رحفظہ اللہ (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) تھے۔آپ نے قیامت کی بڑی نشانیوں پر تفصیلی خطاب کیا۔

کولسہ بندر داروخانہ:

۲۷ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ بعد نماز عصر تا دس بجے شب خیرامت کانفرنس مسجد اہل حدیث کولسہ بندر داروخانہ ممبئی منعقد ہوئی۔پہلی نشست کی صدارت مولانا الطاف حسین فیضی رحفظہ اللہ نے انجام دی۔اس نشست میں مولانا شمیم احمد فوزی اور ثناء اللہ مدنی حفظہما اللہ نے مختلف موضوعات پر سامعین کو خطاب کیا۔صدارتی خطاب کے ساتھ پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔بعد نماز مغرب دوسری نشست کا آغاز زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ ہوا۔اس نشست میں مولانا محمد مقیم فیضی، مولانا جلال الدین قاسمی اور مولانا عبدالعظیم مدنی حفظہم اللہ نے کتاب وسنت کی روشنی میں سامعین کو خطاب فرمایا۔

صدارتی خطاب کے ساتھ اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔بعدہ کانفرنس کی انتظامیہ نے مہمانوں کے عشائیہ کا اہتمام کیا۔اس کانفرنس کی نظامت مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی رحفظہ اللہ نے فرمائی۔

کاندیولی (ایسٹ):

ضلعی جمعیت اہل حدیث کاندیولی اتر ممبئی کی جانب سے بتاریخ ۱۲ر فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث و مدرسہ دار الفلاح ہنومان نگر کاندیولی (ایسٹ) میں دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس میں مولانا ضمیر احمد مدنی، مولانا عبدالجبار سلفی، مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی رحفظہم اللہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا، مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی بھی ایک معقول تعداد موجود تھی۔

دھیسر (ایسٹ):

ضلعی جمعیت اہل حدیث اتر ممبئی کی جانب سے ۱۲ر فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث اوری پاڑہ دھیسر ایسٹ میں ماہانہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس میں مولانا افضل حسین سلفی، مولانا عبدالحکیم فیضی اور مولانا عبدالستار سراجی حفظہم اللہ نے حاضرین سے خطاب کیا۔اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

امبرناتھ ضلع تھانہ:

ضلعی جمعیت اہل حدیث تھانہ کی جانب سے مسجد اہل حدیث اشاعت التوحید نیو کالونی امبرناتھ ضلع تھانہ میں دو ماہانہ پروگرام منعقد ہوئے۔پہلا پروگرام ۲۳ر جنوری بروز سوموار بعد نماز عشاء مسجد اہل حدیث اشاعت التوحید میں منعقد ہوا جس میں مولانا اشفاق احمد سنابلی نے بربادی اعمال کے اسباب کے موضوع پر سامعین کو خطاب کیا۔دوسرا پروگرام ۶ر فروری بعد نماز مغرب تا عشاء مسجد اہل حدیث نیو کالونی امبرناتھ میں منعقد ہوا

جس میں حافظ فرقان عثانی اور مولانا عبدالعلی اثری نے عوام الناس کوخطاب کیا۔

پٹھان واڑی ملاڈ (ایسٹ):

پٹھان واڑی ملاڈ ایسٹ میں ایک مسجد کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے احباب جماعت نے ایک اہم اجلاس ومیٹنگ بتاریخ ۱۱ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ میں منعقد کی جس میں صوبائی جمعیت کے ذمہ داران مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا حمیداللہ سلفی، مولانا سعید احمد بستوی، مولانا مقیم فیضی، مولانا الطاف حسین فیضی، مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی، عبدالستار سراجی ودیگر علماء واعیان جماعت نے شرکت کی اور مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ کی خریداری میں تعاون پر آمادہ کیا اور دیگر امور کی بابت ایک اچھی عمدہ پیش رفت ہوئی، ذمہ داران جماعت نے مسجد کے سلسلے میں لوگوں کو دامے درمے سخنے تعاون دینے کی پرزور اپیل کی اور الحمدللہ محسنین واحباب نے اس کارِخیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پڑگھا-بوریولی تھانہ

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کے زیر اہتمام ۲۶ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات ایک عظیم الشان اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ پڑگھابوریولی ضلع تھانہ میں منعقد کیا گیا جس میں صدر اجلاس نے فرمایا کہ:

”توحید کے اثرات جب کسی شخص کی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں تو اس سے براہ راست پورا سماج مستفید ہوتا ہے۔ ایک موحد کی حیثیت سے ہماری کوشش ساری انسانیت کو نفع پہنچانے کی ہونی چاہئے۔ اگر ہم میں یہ صفات نہیں پائی جارہی ہیں، تو ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔“

مذکورہ اجلاس میں مولانا محمد مقیم فیضی نے 'دعوت وشہادت حق اوراس کے تقاضے' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ” دنیا کا سب سے بہتر کام دعوت حق ہے کیونکہ اس سے انصاف قائم ہوتا ہے اور برائیوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔“ مالیگاؤں سے تشریف لائے مولانا ابورضوان محمدی نے 'عقیدہ توحید اور انسانی سماج پر اس کے اثرات' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ”توحید کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات نے جن وانسان کی تخلیق ہی اسی مقصد کے تحت کی بلکہ جنت وجہنم سمیت پوری کائنات کا وجود اسی عظیم مقصد کے تحت انجام پایا ہے۔“

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کے زیر اہتمام 'انسانی سماج کی تعمیر وترقی میں اسلام کے رول کی اہمیت' کے موضوع پر منعقدہ اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مولانا انصار زبیر محمدی نے کہا کہ ”کوئی نیکی حقیر نہیں ہوتی اور کوئی گناہ معمولی نہیں ہوتا۔ اگر نیکی کو حقیر اور گناہ کو معمولی تصور کرنا شروع کردیں گے تو تباہی ہمارا مقدر ہوگی۔“ اس موقع پر موصوف نے اسلام میں خواتین کے مقام اور ان کی ذمہ داریوں پر بھی سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کامیاب تقریب کی نظامت بھیونڈی جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ کے ناظم مولانا مطیع الحق خان نے کی۔ اجلاس بے حد کامیاب ومفید رہا۔

ممبرا-تھانہ:

مقامی جمعیت اہل حدیث حلقہ نمبر ۶۴ کوسہ ممبرا کے زیر اہتمام ایک اجلاس عام ۷ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز سنیچر بعد نماز مغرب تا عشاء

زیر صدارت مولانا حمید اللہ سلفی حفظہ اللہ (ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اجتماع کے پہلے مقرر شیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ تھے ۔بنگلور سے تشریف لائے ہوئے مہمان اور جامعہ محمدیہ بنگلور کے استاذ حدیث مولانا عبدالحسیب مدنی حفظہ اللہ نے بھی اجلاس سے خطاب کیا۔ اس کامیاب اجتماع کی نظامت مولانا سلیم احمد سراجی استاذ المرکز الاسلامی ممبرا نے انجام دی۔

ضلع رتنا گیری کوکن:

کھیڈ شہر سے تقریبا ۱۰رکلومیٹر کے فاصلے پر سوینی گاؤں ہے جہاں ۲رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ فکر آخرت کے عنوان پر برادر نجیب بقالی صاحب کا خطاب ہوا سامعین کی اچھی تعداد موجود تھی۔

۲رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب ادھلے میں رسومات محرم اور ھم کے عنوان پر فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی کا خطاب ہوا لوگوں نے اپنی حاضری سے دلچسپی کا ثبوت دیا۔

۲رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ رتنا گری میں فضیلۃ الشیخ عبد اللہ سنابلی کا اصلاح معاشرہ کے عنوان پر خطاب ہوا۔

۴رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار پھوفلون میں فضیلۃ الشیخ عبد اللہ سنابلی کا حقوق العباد کے عنوان پر خطاب ہوا۔

۱۰رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز سنیچر امشیت میں فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی کا اللہ کی معرفت کے عنوان پر خطاب ہوا لوگوں نے اپنی حاضری سے دلچسپی کا ثبوت دیا۔

کھیڈ شہر سے تقریبا ۲۷رکلومیٹر کے فاصلے پر داپولی ہے جہاں ۲۷رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز سنیچر کونڈ مسجد داپولی میں فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی کا عظمت صحابہ کے عنوان پر بذریعہ لاؤڈ اسپیکر بعد نماز مغرب خطاب ہوا تقریبا ۵۰ لوگ مستفید ہوئے۔

کھیڈ شہر سے تقریبا ۳۵رکلومیٹر کے فاصلے پر چپلون ہے جہاں ۲۸رد سمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار صبح ۱۱ تا ۱۲ بجے فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی کا عظمت صحابہ کے عنوان پر دارالعلوم لائبریری میں خطاب ہوا سامعین کی اچھی تعداد موجود تھی۔

دین رحمت کانفرنس (مہسلہ):

شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ (رائے گڈھ، مہارشٹرا) کے زیر اہتمام ایک روزہ دینی دعوتی اجتماع بعنوان ''دین رحمت کانفرنس'' ۲۸ رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ر جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا ۸ بجے رات بمقام انجمن اسلام ہائی اسکول گراؤنڈ مہسلہ منعقد ہوا جو چار نشستوں پر مشتمل تھا اس پروگرام کے صدر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالسلام صاحب سلفی حفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) کے کسی فوری اہم وجہ سے شریک نہ ہونے کے سبب فضیلۃ الشیخ مولانا سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) نے اس عظیم الشان پروگرام کی صدارت فرمائی اور نظامت کے فرائض فضیلۃ الشیخ عبدالمعید عبدالجلیم المدنی صاحب حفظہ اللہ (مہتمم مدرسہ محمدیہ مہسلہ) نے انجام دی۔

پروگرام کا آغاز (۱) حافظ عاصم عبدالجلیل قاضی (مدرس جزء وقتی شعبۂ حفظ مہسلہ) (۲) شمس تبریز عظیم سروے (متعلم مدرسہ محمدیہ مہسلہ) (۳) شاداب داؤد گھر ٹکر (متعلم مدرسہ محمدیہ مہسلہ) کے تلاوت کلام پاک سے ہوا بعدہ مولانا عبدالعزیز

خطیب (مدیر شعبہ) نے استقبالیہ کلمات ومختصر تعارف برائے شعبۂ دعوت وتبلیغ پیش کیا۔

اس کے بعد ناظم پروگرام نے خطابت کے سلسلے کی ابتدا کرتے ہوئے سب سے پہلے فضیلۃ الشیخ مولانا سعید احمد بستوی حفظہ اللہ (نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی) کو دعوت دی جن کا موضوع تھا ''توحید خالص اور اس کے تقاضے'' شیخ موصوف نے قرآنی آیات وواقعات واحادیث رسول پاک ﷺ کی روشنی میں جامع خطاب سامعین کے سامنے پیش کرتے ہو توحید کے فوائد وثمرات کو واضح کیا۔ کانفرنس کے دوسرے خطیب فضیلۃ الشیخ شمیم احمد عبد الحکیم فوزی صاحب حفظہ اللہ تھے انہوں نے ''خواتین اسلام ماضی اور حال کے آئینے میں'' کے عنوان سے حاضرین کے سامنے جامع خطاب پیش کیا۔ تیسرے خطیب فضیلۃ الدکتور آر کے نور محمد صاحب حفظہ اللہ تھے جنھوں نے ''اسلام دین رحمت ہے'' کے موضوع پر حاضرین سے گفتگو فرمائی شیخ نے واضح کیا کہ اسلام دین رحمت ہے دو طرح سے ایک اپنے لئے دوسرا غیروں کے لئے نیز بتایا کہ اسلام ہر شئی کے ساتھ رحمت ورأفت کا حکم دیتا ہے۔

دوسری نشست بعد نماز ظہر وطعام تین بجے شروع ہوئی جس میں ''دین رحمت کانفرنس'' پر لکھی گئی نظم کو مولانا مقبول احمد صاحب نے (امام وخطیب مسجد اہل حدیث کٹیر منڈل کرلا) بہت ہی شیریں انداز میں پیش کر کے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ بعدہ فضیلۃ الشیخ عبد المعید عبد الحلیم المدنی صاحب حفظہ اللہ ''منہج اہل حدیث حقائق اور پروپگنڈے'' کے عنوان پر بہت ہی محقق اور مدلل تقریر پیش کی اور آپ نے واضح کیا کہ اہل حدیث ابتداء سے چلے آرہے ہیں اور اب تک ہیں اور ''لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق'' کے بمصداق تا قیامت یہ جماعت رہے گی ان شاء اللہ اور اس روئے زمین پر صرف اور صرف منہج اہل حدیث ہی حق ہے۔ اسی کے ساتھ دوسری نشست کا اختتام ہوا اور نماز عصر وچائے نوشی کے لئے وقفہ ہوا۔

تیسری نشست کا آغاز محسن مبشر جمعدار (متعلم جزء وقتی شعبۂ حفظ مہسلہ) کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جس میں فضیلۃ الشیخ عبد الشکور صاحب اثری حفظہ اللہ نے ''معصیت اور اس کے نقصانات'' کے عنوان پر قرآنی آیات اور واقعات کی روشنی میں معصیت وبرائی کے نقصانات کو بیان کیا اور امت مسلمہ کو ہر طرح کی برائی سے اجتناب کی تلقین کی۔ اس کے ساتھ نماز مغرب کے لئے وقفہ ہوا۔

چوتھی اور آخری نشست کے مقرر مہمان خصوصی فضیلۃ الشیخ اشفاق احمد سلفی صاحب حفظہ اللہ تھے شیخ موصوف نے ''اتباع سنت'' کے موضوع کو کتاب وسنت کی روشنی میں بہت ہی اچھے انداز میں اس کی اہمیت وافادیت کو بیان کیا پھر سلف صالحین کے جذبہ اتباع کو تاریخ وسیر کے حوالے سے سامعین کے سامنے پیش کرتے ہوئے ہر معاملات میں اتباع سنت کو اپنانے اور اپنے اندر جذبہ اتباع کو پیدا کرنے کی تلقین کی اس کانفرنس میں رائے گڈھ، رتناگری، پونہ، احمد نگر، شولا پور، اورنگ آباد، تھانہ، بھیونڈی وممبئی اور اطراف سے کافی تعداد میں شرکت فرما کر اسلامی بھائیوں نے اپنی دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیا اور علماء

کرام کے بیانات سے مستفید ہوئے ۔ جماعت المسلمین مہسلہ نے تمام شرکاء کانفرنس کے لئے ظہرانہ کا انتظام کیا تھا۔ اسی طرح غیور نوجوانوں نے اس کانفرنس کو سجانے اور تیار کرنے میں بہت بڑی دلجمعی سے کام لیا اور نظم وضبط کو احسن طریقہ سے قائم ودائم رکھا۔ فجزاھم اللہ خیرا واحسن الجزاء۔

اخیر میں یوسف کمال الدین دروگے صاحب حفظہ اللہ (صدر جماعت المسلمین مہسلہ) نے کلمات تشکر پیش کرتے ہوئے مجلس کے اختتام کا اعلان کیا۔

اتحاد امت کانفرنس (بھیونڈی):

۶ رجنوری ۲۰۱۲ء کو شانتی نگر امن منزل پائپ روڈ پر جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کی جانب سے ایک شاندار کانفرنس بنام ''اتحاد امت'' منعقد کی گئی۔ کانفرنس کے اس مرکزی موضوع کو کئی مقامات سے آئے ہوئے جید علمائے دین نے مختلف حوالوں سے واضح کیا اور امت کو غیر اسلامی اختلافات سے دور رہنے کی تاکید کی۔ سب سے پہلا خطاب نجیب بقالی حفظہ اللہ کا تھا۔ انہوں نے موت پر واعظانہ خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کا معنی ہی یہ ہے کہ اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی، وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والا ہے۔

ایک دوسرا موضوع تھا ''غیر مسلموں سے ہمارے تعلقات'' جسے بحسن وخوبی شمیم فوزی حفظہ اللہ نے بیان کیا اور سماجی زندگی میں پیش آنے والے تعلقات (۱) مواسات (۲) مدارات (۳) موالات کی تقسیم بندیوں کے ذریعہ اچھی طرح واضح کیا۔ موصوف نے غیر مسلم معاشرے میں مسلمان کی سماجی ذمہ داریوں کے حوالے سے آخری چیز دعوت بتائی۔ ساتھ ہی اپنی دعوت کو ایجیٹیشن سے شروع کرنے والوں اور منہج انبیاء سے ہٹ کر حکومت الٰہیہ سے ابتداء کرنے والوں کو ستھری تنقید کا نشانہ بنایا۔

بنگلور سے تشریف لائے فاضل عبدالحسیب مدنی حفظہ اللہ نے پروگرام کے مرکزی موضوع پر خطاب کیا اور بتایا کہ اتحاد کیوں ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد سے تقوی کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ عبادت ہے ،اس کے نہ ہونے پر ذلت ملتی ہے۔ صلاحیتوں اور انفرادی زندگیوں کا نقصان ہوتا ہے۔ موجودہ اختلافات کو انہوں نے دو قسموں میں منقسم کیا۔ (۱) خاندانی، علاقائی، ذات برادری، رنگ ونسل وغیرہ کے اختلافات (۲) دینی مسائل ومعاملات میں اختلافات۔ ان کے ازالے کا طریقہ بتاتے ہوئے طرق اختلافات میں تشدد سے دور رہنے کی تاکید کی، ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ اختلافات کے وہ راستے جو وابستگیوں سے جاملتے ہیں، حد درجہ مذموم ہیں۔

بعدہ مولانا مقبول سلفی صاحب کرلا نے ایک نظم پڑھی اور پرانے درد کے سوز وساز اور لفظیات کو خوب تازہ کیا۔ ناظم اعلی حمید اللہ سلفی حفظہ اللہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے منہج سلف پر بڑی زوردار تقریر کی اور بتایا کہ اہل حدیث نوجوانوں کی وسعت نظری مبالغے تک پہنچ گئی ہے اور بتایا کہ کون کون لوگ ہیں جو ان نوجوانوں کا شکار کر رہے ہیں ۔ ساتھ ہی اہل حدیث کا لقب کیوں ہے؟ کیسے ہے؟ دلائل سے واضح کیا۔ کلام مختصر مگر جامع تھا۔

آخری موضوع ''محبت رسول ﷺ'' تھا جسے رضاء اللہ عبدالکریم مدنی نے اتحاد امت کی بنیاد بتاتے ہوئے بات آگے

صدیق اکبر کا پہلا سیاسی منشور

لوگو! میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرو اگر میں کوئی برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔تمہارا کمزور فرد میرے نزدیک طاقتور ہے ان شاء اللہ میں اس کا حق دلواؤں گا۔تمہارا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے ان شاء اللہ میں حق لے کر چھوڑوں گا۔جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اس پر مصیبت کو مسلط کر دیتا ہے۔(بخاری)

بڑھائی اور محبت کی بڑی دل نشین تقسیم بندی کرتے ہوئے موضوع کا حق ادا کر دیا۔

صدارتی خطاب کے لئے خالد جمیل مکی حفظہ اللہ ڈائریکٹر جامعۃ التوحید کھاڑی بھیونڈی کا نام پکارا گیا۔موصوف نے چند ہی لفظوں میں اختلافات کے ازالے کو واضح کر دیا کہ اللہ کے نبی کی ذات اور منہج صحابہ سے اتفاق ''فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول'' ہی ہمارا اتحادی لائحہ عمل ہونا چاہیے۔

نظامت کے فرائض محمد عاطف سنابلی حفظہ اللہ (امام و خطیب مسجد اہل حدیث ساکی ناکہ خیرانی روڈ) نے بحسن و خوبی انجام دیا۔

تکولی، بھیونڈی:

۱۲رفروری ۲۰۱۲ء تکولی گاؤں، تعلقہ بھیونڈی کے ایک کھلی فضا میں جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کا یکروزہ عظیم الشان اجلاس صبح ساڑھے نو بجے تا صلاۃ مغرب تین نشستوں میں زیر صدارت مولانا عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ منعقد ہوا۔

پہلی نشست برادر نجیب بقالی کی تقریر ''اصلاح معاشرہ میں نوجوانوں کا کردار'' سے شروع ہوئی بعد ازیں مولانا انصار زبیر محمدی، خالد جمیل مکی (ناظم جامعۃ التوحید) شیخ محمد مقیم فیضی نے محبت رسول ﷺ، غیر اقوام سے مشابہت اور مسلمانوں کے باہمی حقوق جیسے عناوین پر خطاب کیا۔

بعد نماز ظہر دوسری نشست میں مولانا عبد المعید مدنی (مہسلہ) نے ''خواتین کی ذمہ داریوں'' کے موضوع پر اور مولانا ابو رضوان محمدی (مالیگاؤں) نے ''سنت کی اہمیت و ضرورت'' کے عنوان پر خطاب کیا۔

بعد نماز عصر مولانا حمید اللہ سلفی نے ''تاریخ اہل حدیث'' کے عنوان سے منہج اہل حدیث پر تقریر فرمائی۔اور آخری خطاب ''تجارت کی نئی شکلیں اور مسلمانوں کی معاشی ترقی'' پر ہوئی جسکی وضاحت ڈاکٹر فضل الرحمٰن مدنی (مالیگاؤں) نے بڑے عالمانہ لہجے میں کی۔اور آں موصوف نے سامعین کے سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔

نظامت کے فرائض مولانا عاطف سنابلی نے انجام دیئے۔

☆☆☆

الجماعۃ

ترجمان سنت وقرآن ہے

حلقۂ ادب

انور یوسفی

یہ مرے رب کا کرم ہے فضل ہے احسان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت وقرآن ہے

یہ ہے صوبائی جمعیۃ ممبئی کا آرگن
ہیں مضامین و مقالے خوب روشن فکر و فن
استقامت دے بقا دے اس کو رب ذوالمنن
دین پسندوں کے دلوں میں بس یہی ارمان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

مسلک اسلاف کا داعی، نقیب و ترجمان
الجماعۃ، الجماعۃ ، الجماعہ بے گماں
کوششیں اس کی نہیں جائیں گی ہرگز رائیگاں
جب رگ وریشے میں داخل سنت و قرآن ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

میرے رب کا فضل پر تحسین قرآن وحدیث
دین کی آرائش وتزئین قرآن وحدیث
زندگانی کے لئے آئین قرآن وحدیث
بس ان ہی دونوں میں مضمر زیست کا سامان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

مثل ادوار ثلاثہ دین پر ہیں کاربند
آج بھی قرآن و سنت ہے ہمارے حق میں قند
دور اہل الرائے سے رہتے ہیں ہم ہیں حق پسند
حق میں آمیزش نہ ہو حق کی یہی پہچان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

الجماعۃ شخصیت کے سحر میں آتی نہیں
فرقہ بندی سے وہ دامن اپنا گندلاتی نہیں
ہر کسی کو اتباع کا مستحق پاتی نہیں
اتباع جس کی کریں پیارے نبی کی شان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

کم ہیں حق پر ہیں ملا ہے الجماعۃ کا خطاب
کل بروز حشر انور ہوں گے جب ہم کامیاب
ٹوٹ جائے گا وہاں پر قلت وکثرت کا خواب
جادۂ حق کے سوا ہر راہ پر شیطان ہے
الجماعۃ ترجمان سنت و قرآن ہے

مدعوئین خصوصی

- ڈاکٹر سعید احمد فیضی (امیر جمعیت مہاراشٹرا)
- جناب عثمان غنی راجہ حفظہ اللہ (امیر جماعت غرباء)
- قاری نجم الحسن فیضی حفظہ اللہ (صدر جامعہ رحمانیہ)
- مولانا ارشد مختار محمدی حفظہ اللہ (صدر جامعہ محمدیہ)
- مولانا الطاف حسین فیضی حفظہ اللہ (کاندیولی)
- مولانا محمد امین ریاضی حفظہ اللہ (ممبرا)
- مولانا عبیداللہ سلفی حفظہ اللہ (کرلا)
- مولانا احسان اللہ خان حفظہ اللہ (باندرہ)
- مولانا عبدالمعید مدنی حفظہ اللہ (مہسلہ)
- مولانا عبدالواحد انور یوسفی حفظہ اللہ (کھیڈ، کوکن)
- مولانا جلال الدین فیضی حفظہ اللہ (گوونڈی)
- مولانا جمیل احمد سلفی حفظہ اللہ (ساکی ناکہ)
- مولانا منظر احسن سلفی حفظہ اللہ (مدنپورہ)
- مولانا خالد جمیل مکی حفظہ اللہ (بھیونڈی)
- مولانا محمد یوسف عمری حفظہ اللہ (تکولی)
- جناب عبدالحمید خان حفظہ اللہ (بھیونڈی)
- حافظ دلشاد احمد محمدی حفظہ اللہ (ممبئی)
- مولانا محمود احمد فیضی حفظہ اللہ (ممبرا)
- مولانا مطیع الحق سلفی حفظہ اللہ (بھیونڈی)

- خواتین کے لئے پردے کا معقول نظم رہے گا
- بلا تفریق مسلک اس کانفرنس میں شرکت کریں

اپیل کنندگان: اراکین صوبائی جمعیت اہل حدیث و اراکین مسجد اہل حدیث مومن پورہ ممبئی

CONTACT NO. 09870246775 / 09869197475 / 09833303735 / 022-26520077 / 23020305

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai

Published By SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna wala Compound, Opp. Best Depot. L.B.S. Marg Kurla (W) Mumbai-70